رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

تار کا پتہ "مسلمان لاہور"

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ ۚ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سہ روزہ آرگن

پیغامِ صلح

ماہوار ایڈیشن

ایڈیٹر

محمد انعام الحق

ہوشیار پوری

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است وخسران و تباب

جماعت احمدیہ کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا

(۲) کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔

(۳) قرآن کریم کی کوئی آیت بھی منسوخ نہیں۔ نہ آئندہ ہوگی

(۴) سب اولیا اور ائمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے

(۵) اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

جلد ۲۲ | لاہور۔ یوم شنبہ مطبوعہ ۲۲ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ مطابق ۔ اپریل ۱۹۳۴ء | نمبر ۲۱

یورپ میں ترقیِ اسلام کی پیشگوئی

(از حضرت مسیح موعود)

کیوں عجب کرتے ہو گر میں آگیا ہو کر مسیح
خود مسیحائی کا دم بھرتی ہے یہ بادِ بہار

آسماں پر دعوتِ حق کے لئے اک جوش ہے
ہو رہا ہے نیک طبعوں پر فرشتوں کا اتار

آرہا ہے اسطرف احرارِ یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگہ زندہ وار

کہتے ہیں تثلیث کو اب اہلِ دانش الوداع
پھر ہوئے ہیں چشمۂ توحید پر از جاں نثار

باغ میں ملت کے ہے کوئی گلِ رعنا کھلا
آئی ہے بادِ صبا گلزار سے مستانہ وار

آرہی ہے اب تو خوشبو میرے یوسف کی مجھے
گو کہو دیوانہ میں کرتا ہوں اس کا انتظار

ہر طرف ہر ملک میں ہے بت پرستی کا زوال
کچھ نہیں انساں پرستی کو کوئی عزّ و وقار

آسماں سے ہے چلی توحیدِ خالق کی ہوا
دل ہمارے ساتھ ہیں گو منہ کریں بک بک ہزار

اسمعوا صوت السماء جاء المسیح جاء المسیح
نیز بشنو از زمیں آمد امامِ کامگار!!

آسماں بارد نشاں الوقت میگوید زمیں
ایں دو شاہد از پئے من نعرہ زن چوں بیقرار

اب اسی گلشن میں لوگو راحت و آرام ہے
وقت ہے جلد آؤ اے آوارگانِ دشتِ خار

اک زماں کے بعد اب آئی ہے یہ ٹھنڈی ہوا
پھر خدا جانے کہ کب آویں یہ دن اور یہ بہار

متفرق خیالات

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہٖ)

بعض وقت دشمن تو بری طرف سے استہزا کرتا ہے لیکن اس کی تہ میں دوربین نظر ایک حقیقت کو دیکھ لیتی ہے۔ جن دنوں مسلمانوں کی ایران کے ساتھ جنگ تھی۔ حضرت عمرؓ کے حکم کے مطابق کچھ مسلمان کسریٰ کے دربار میں اس غرض کے لئے گئے کہ اسے بتائیں کہ اسلام کیا ہے ان کی باتوں کو سن کر کسریٰ آپے سے باہر ہو گیا اور حکم دیا کہ ایک مٹی کی ٹوکری ان میں سے ایک کے سر پر اٹھوائی جائے۔ اس کا منشا یہ تھا کہ وہ مسلمانوں کو ایسا ذلیل سمجھتا ہے کہ ان سے ٹوکری ڈھوانے کا نام لے گا۔ مگر وہ بزرگ اس ٹوکری کو خوشی سے اٹھاتے ہوئے واپس آئے اور اس سے یہ فال لی کہ دشمن نے خود اپنی زمین ہمارے سپرد کر دی۔

آج کل احمدیوں کے دیگر دو گروہوں یعنی گروہ قادیان اور جماعت احمدیہ لاہور کو دمشقی اور اندلسی لکھا جاتا ہے۔ دمشق بنی امیہ کی خلافت کے زمانہ میں سلطنت اسلامی کا دار الخلافہ تھا اور اندلس اس مغربی سرزمین کا نام ہے جہاں کچھ بااہمت مسلمانوں نے اسلام کا جھنڈا جا لگایا۔ ان خطابات کے عطا کرنے والوں کے دلوں میں جو کچھ ہو سو ہو لیکن اسلامی خلافت کے یہ دو حصے تھے۔ جن میں سے ایک کا رخ مشرق کی طرف تھا اور دوسرے کا مغرب کی طرف۔ خدا کے فضل سے ہماری جماعت لاہور کے کام کا بڑا حصہ بھی مغرب میں ہے اور وہ سرزمین جہاں جا کر اسلام کی حکومت خاک سری رنگ گئی ان کو خدا کے فضل اور اس کی تائید سے روحانی رنگ میں زیر نگیں لانے میں مصروف ہیں۔ اور اگر ہمارے عاقبت نااندیش مخالف ہمیں ہمارے صحیح نام سے پکارنے کے بجائے اندلسی ہی کہنا چاہتے ہیں تو ہم اس سے یہ نیک فال لیتے ہیں کہ مغرب کو روحانی طور پر تسخیر کرنے کا کام خود ہمارے مخالف بھی ہمارے سپرد کر رہے ہیں۔ مگر مشرق و مغرب کی خلافت اسلامیہ کو احمدیوں کے سپرد کر کے خود کس چیز کے وارث بنتے ہیں؟

کس قدر تعجب کا مقام ہے کہ جن کو کافر و دجال کہا جاتا ہے۔ وہ شب و روز اس فکر میں ہیں کہ یورپ میں اسلامی مشن قائم کریں مسجدیں بنائیں۔ لوگوں کو رسول اللہ کے دین میں داخل کریں۔ قرآن شریف کے ترجمے مختلف زبانوں میں کر کے کل دنیا کے سامنے اسلام کی اصل تصویر پیش کریں اور جو لوگ اپنے آپ کو اسلام کے ٹھیکیدار سمجھتے ہیں۔ انہیں شب و روز یہ فکر ہے کہ جو اسلامی مشن یورپ میں قائم ہو چکے ہیں۔ ان کو برباد کریں۔ جو مسجدیں بن گئی ہیں ان کو ویران کر دیں۔ جو خدا کے کلام کے ترجمے ہو گئے ہیں ان کو نابود کریں جہاں جہاں ہے کفرستانوں کے اندر اللہ اکبر کی آواز بلند ہوتی ہو ان تمام مقامات کو خاک کے ساتھ ملا دیں۔ اور اس غرض کیلئے صریح جھوٹ پر جھوٹ گھڑا کرتے ہیں بھی ان کو شرم نہیں آتی۔ یونس زیدی کے نام سے ایک شخص ایک مقامات اور افتراؤں کا طومار تیار کر کے بیان کرتا ہے وہ ایک مسلمانوں کے اخبار میں چھپتا ہے مگر آخر جب وہیں سے یہ اطلاع بھی اسی اخبار کو مل جاتی ہے کہ یونس زیدی کوئی شخص برلن میں یا جرمنی میں نہیں تو پھر بھی شرم تک نہیں آتی۔ اس جھوٹ کو واپس لینا تو ایک طرف رہا۔

دنیا میں کوئی کام کوئی شخص کرے۔ اس میں اگر نقص اور عیوب ہی تلاش کرنے ہوں تو بہتان اور افترا پردازی کا کیا فائدہ۔ واقعی نقص بھی مل جائیں گے۔ اس وقت جس قدر اسلامی کام ہو رہے ہیں ان میں سے کسی ایک کا نام لو جس میں نقص نہیں۔ مگر یہ کہاں کی اسلامی غیرت ہے کہ اس عظیم الشان اسلامی کام کو جو دنیا کی تاریخ میں خدمت اسلام کا ایک بے نظیر کام ہے یعنی یورپ کے کفرستان کے مرکز میں اسلامی مشن کا قائم کرنا اور مسجد کا بنوانا۔ اسے برباد کرنے کے لئے جھوٹا پروپیگنڈا کیا جاتا ہے۔ اور یہ ہمت نہیں کرتا کہ یورپ میں آٹھ کروڑ مسلمانوں کی آواز ساتھ ہونے ہوئے ایک ہی مشن پہلے قائم کر لیں۔ ایک ہی مسجد کسی کفرستان میں بنوا دیں۔ ایک ہی زبان میں خدا کے پاک کلام کا ترجمہ کروا دیں۔ حالانکہ اگر سچا جذبہ حمیت اور غیرت اسلامی کا موجود ہو تو آٹھ کروڑ نہیں آٹھ ہزار بلکہ چار ہزار کو بھی ساتھ لے کر کئی مشن قائم کر سکتے ہیں۔

اس قوم کی قسمت پر جس قدر آنسو بہائے جائیں کم ہیں جس کے جسمانی اور روحانی رہبروں کی یہ حالت ہو کہ اسلامی خدمت کے کاموں پر ہاتھ صاف کرنے کے لئے ادھار کھائے بیٹھے ہیں اور دن رات اس فکر میں ہیں کہ فلاں جگہ تبلیغ اسلام کا کام ہو رہا ہے اسے کس طرح برباد کیا جائے۔ لیکن خود یہ ہمت نہیں کہ کسی کفرستان میں ایک ہی مسجد بنا کر وہاں ایک مشن قائم کر دیں۔ وہ تو دور کی بات ہے۔ لاہور کی بادشاہی مسجد میں عید الضحیٰ کے موقعہ پر "بلوی یا" "مولانا" یا "آقائی" "ظفر علی خان"، اسلام کی تبلیغ کرنے والوں کو پادری کے نام سے یاد کرنے والے ظفر علی خان زلزلہ بہار کی شکستہ مساجد کی تعمیر کے لیئے فلک شگاف نعروں کے اندر پچاس ہزار آدمی کے مجمع کو اپیل کرتے ہیں اور اکٹھا ایک کم پچاس روپے چندہ ہو جاتا ہے۔ "اس عدیم المثال اجتماع کے موقعہ پر صرف انچاس روپے چندہ جمع ہوا جس کا نصف تو انجمن نے پہلے ہی مصیبت زدگان بہار کے لئے وقف کر دیا اور باقی نصف مسجد شہید کی تعمیر میں خرچ کرنے کا اعلان کیا تھا" (انقلاب ۶ر اپریل صفحہ ۷) پورے پچاس روپے ہو جاتے تو ہزار میں ایک کا حساب تو آسان ہوتا۔ ان انچاس سے بہار کی مسجدیں بھی تعمیر ہو جائنگی اور شاہ عالمی دروازے کی مسجد بھی بن جائے گی اور باقی کے ساتھ شاید روس میں بالشویکوں میں تبلیغ کے لیئے کوئی مشن قائم ہو جائے گا جس کے انچارج کرنل یونس زیدی ہونگے اور جس کے مہتمم مالکان "زمیندار" ہوں گے۔

ان لوگوں کی غیرت اس وقت کہاں جاتی ہے جب بار بار یہ پڑھتے ہیں کہ ان کے یورپ میں مساجد کے بنانے کی توفیق تو نہیں ملتی ڈھانے کے لیئے آستینیں چڑھائے کھڑے ہیں کیونکہ آٹھ کروڑ مسلمانوں کی لیڈری کا دعوےٰ کرنے والے ہمت کر کے ایک مسجد وہاں نہیں بنوا دیتے۔ ایک مشن وہاں قائم نہیں کر دیتے۔ کیا وجہ ہے کہ جس کام کو چار ہزار کا فر کر سکتے ہیں۔ اس کا دسواں حصہ بھی تبلیغ اسلام کے رنگ میں آٹھ کروڑ مسلمانوں کے نمائندے نہیں کر سکتے؟ ہاں دو مسلمان فریقوں میں جنگ کا کام ہو تو ابھی تین تین ہزار چندہ دونوں طرف سے ہو جائے گا۔ اور دیگیں چڑھ جائیں گی۔ اور کھانے والے اور کھلانے والے اور غرانے والے سب آموجود ہوں گے۔ کاش مولانا ظفر علی بہار کی مسجدیں بنوانے کے بجائے برلن مسجد کو ڈھانے کے لیئے اپیل کرتے تو انچاس کی جگہ انچاس سو تو چندہ ہو جاتا اور مسجد کی ویرانی کے ساتھ کچھ ان کو بھی فائدہ ہو جاتا۔

یہ تو دوسروں کی بات ہے میں اپنے دوستوں کو کہنا چاہتا ہوں کہ اب تک ہم نے بھی کام کی اہمیت کو پورے طور پر نہیں سمجھا ابھی ہم میں وہ لوگ بھی موجود ہیں جو اس عظیم الشان تعمیر اسلامی پر اپنا مال خرچ کرنے سے گھبراتے ہیں۔ اور ان کے دلوں میں اس وقت بخل پیدا ہو جاتا ہے۔ بعض ہیں جن کو خدا نے اپنے فضل سے بہت دیا ہے۔ مگر جب خدا کی راہ میں اپیل ہو تو وہ حساب کرنے بیٹھ جاتے ہیں کہ ہم اتنا تو پہلے دیتے ہیں اور کیوں دیں! بعض ہیں جو اپنی دنیوی ضروریات کو اس قدر اہمیت دیتے ہیں کہ دینی ضرورت کے وقت ان کے پاس روپیہ نہیں ہوتا۔ ان کی حالت کو دیکھ کر بسا اوقات اس مسلمان لیڈر کی تصویر میرے سامنے آجاتی ہے جو ہزاروں کا مالک ہونے کے باوجود اپنی مفلسی کا رونا رو رہا تھا۔ اور جب اسے یہ بتایا گیا کہ آپ فلاں موقعہ پر تو ہزاروں روپے خرچ کر سکتے ہیں تو بے ساختہ اس کے منہ سے یہ کلمہ نکلا "مگر کسی نیک کام میں دینے کے لئے میرے پاس ایک پائی نہیں"۔

احمدیہ جماعت میں ایسے آدمیوں کا ہونا جماعت کی ذلت ہے۔ مگر ابھی ایسے لوگ بھی ہیں۔ ایسے بھی ہیں جو تھوڑا سا دے کر تھک جاتے ہیں۔ (عطیٰ قلیلا واکدیٰ)۔ وہ بھی اس کام کی اہمیت کو نہیں سمجھتے۔ اور ایسے بھی ہیں جو اپنے دنیا کے کاموں میں خرچ کرتے چلے جاتے ہیں اور دل میں یہ خیال ہوتا ہے کہ فلاں جگہ سے ہمیں نفع ہو تو ہم اس قدر خدا کی راہ میں دینگے۔ مگر دنیوی کاروبار کا انہماک انہیں اس کی توفیق نہیں دیتا اور جب وہ موقعہ آتا ہے تو پھر کوئی اور دنیوی کشش سامنے آجاتی ہے۔

اگر ہمارے دلوں میں اپنی اس حالت کا صحیح احساس ہوتا کہ ہم اسلام کے وہ سپاہی ہیں جو اس وقت دشمن کے ساتھ ایک سخت مقابلہ کے میدان میں نکلے ہوئے ہیں تو آج ہمارا اپنا کام جس قدر ہو رہا ہے اور وہ سخت ترین مالی مشکلات کے اندر ہو رہا ہے اس سے دو چند بھی ہوتا اور یہ مشکلات بھی نہ ہوتیں۔ اور نہیں تو بارگاہ الٰہی میں گر جانا چاہیئے کہ اے خدا تو ہمارے دلوں میں یہ احساس پیدا کر۔

(محمد علی)

نامہ نگار کاغذ کے ایک طرف مضمون لکھا کریں دوسری طرف سادہ ہو۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیغام صلح

جلد ۲۲ | یوم شنبہ ۲۲ ذی الحجہ ۱۳۵۲ ہجری | نمبر ۲۱

جرمن مشن کیلئے مستقل مالی امداد کا انتظام!

ایک کام جسے بہت جلد انجام تک پہنچانا چاہیئے

کام کرنے والوں ہی کو تکلیفیں پیش آیا کرتی ہیں۔ بلند مقصد رکھنے والوں ہی کو قربانیاں کرنی پڑتی ہیں۔ میدان جنگ کی صعوبتوں سے مجاہد ہی آشنا ہوتے ہیں۔ طوفان کی تیز و تند موجوں کی کیفیت بہادر ناخداؤں ہی کو معلوم ہے۔ وہ لوگ جن کے سامنے کوئی بلند مقصد ہے نہ کبھی وہ میدان مقابلہ میں نکلے ہیں وہ سعی و صعوبت کی لذت سے کس طرح آشنا ہو سکتے ہیں؟ سبک ساران ساحل طوفان کی تند موجوں کو کیا جانیں؟ گھروں کے اندر نرم و گرم گدیلوں اور بستروں پر بیٹھنا کتنا ہی آرام دہ کیوں نہ ہو۔ ساحل دریا کی محفوظ سیر کس قدر ہی پرلطف کیوں نہ ہو لیکن واقعات گواہ ہیں کہ دنیا سے عزت و احترام اور کامیابی کی خلعت فاخرہ میدان مقابلہ میں صعوبتیں جھیلنے والے مجاہدوں، اور طوفانی دریاؤں کی تند موجوں سے کشتیاں لڑنے والے بےجگر ناخداؤں ہی کو ملتی ہے۔ اللہ کے نزدیک بھی یہی لوگ مقبول ہیں بشرطیکہ وہ کسی نیک مقصد کے لئے ایسا کریں۔

جماعت احمدیہ ایک بلند مقصد کے ساتھ عالم وجود میں آئی ہے وہ اللہ اور اس کے رسولؐ کا مقدس علم لے کر میدان مقابلہ میں نکلی ہے۔ اس نے اپنے سفینۂ حیات کو طوفان مخالفت کی لہروں سے مقابلہ کرنے کے لئے تیار کیا ہے تو پھر واقعات و ضروریات ہم سے پے در پے قربانیوں کا مطالبہ نہ کریں تو اور کیا کریں اور ہم اس مطالبہ کے پورا کرنے کے بغیر کامیاب ہوں تو کیونکر ہوں؟ ذرا غور کرو ہمارا وہ مقصد جس کے لئے آج کل ہم خاص طور پر سرگرم عمل ہیں یعنی اسلام کے لئے یورپ کو فتح کرنا کس قدر ارفع اور پاک ہے؟ یہ وہ مقصد ہے جس کے تخیل سے بھی سارا عالم اسلامی عاجز تھا لیکن مجدد زمان کی بلند ہمت جماعت اس کے لئے اٹھ کھڑی ہوئی اور اس جماعت کی جدوجہد کے شاندار نتائج آج ہر آنکھیں رکھنے والے کو نظر آ رہے ہیں بشرطیکہ ان پر تعصب اور حق دشمنی کی پٹی نہ بندھی ہو۔ مغربی ممالک میں مساجد تعمیر ہو گئی ہیں۔ اسلام کے تبلیغی مشن مصروف عمل ہیں۔ بلند پایہ یورپین حلقہ بگوش اسلام ہو رہے ہیں۔ مگر ہمیں یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ اس کام کا ایک بہت ہی چھوٹا سا حصہ ہے جو ہم نے انجام دینا ہے۔ ہم یورپ کو اس وقت تک فتح نہیں کر سکتے جب تک اس کے ہر ایک ملک اور ہر بڑے شہر میں ہماری مساجد اور مشن موجود نہ ہوں اور اس کی ہر زبان میں قرآن کریم، سیرت نبویؐ اور دوسری دینی کتابوں کے تراجم شائع نہ ہو جائیں۔ یہ سب کچھ ہمیں ہی کرنا ہے اگر ہم اس کام کو اختتام تک پہنچانے کی ایماندارانہ اور سرگرم کوشش نہ کرینگے تو یقیناً یقیناً خدا اور دنیا کے سامنے ہماری حیثیت مجرموں کی ہوگی۔ میدان مقابلہ میں صف آرا ہونے والا مجاہد، گھر میں محفوظ بیٹھنے والے آرام طلب اور بےحمیت شخص سے یقیناً اچھا ہے لیکن وہ شخص جو میدان مقابلہ میں نکلنے کے بعد مشکلات سے گھبرا کر پیٹھ دکھاتا ہے گھر میں بیٹھنے والے آرام طلب اور بےحمیت شخص سے بھی زیادہ برا ہے کیونکہ یہ مومنوں اور مردوں کا شیوہ نہیں۔

اگر ہمیں فتح یورپ کی مہم میں مشکلیں پیش آئیں اور ہمیں بار بار قربانیاں کرنی پڑیں تو ہمارا فرض ہے کہ ہم ان کو خندہ پیشانی سے برداشت کریں۔ ہم نے برلن میں ایک شاندار مسجد بنائی اور باقاعدہ مشن جاری کیا اس کے لئے ہمیں مسلسل قربانیاں کرنی پڑیں لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہونا چاہیئے کہ ہم اپنے کام کو اسی مرحلہ پر بس کر دیں یا قربانیوں کے سلسلہ کو بند کر دیں۔ بیشک برلن مسجد و مشن کے مصارف ہماری انجمن کی مالی مشکلات کا باعث ہیں۔ لیکن ان مشکلات کو ہم اپنی مالی قربانیوں سے دور کر سکتے ہیں۔ جرمنی کے سکے مارک کی قیمت بڑھ جانے سے ہم پر بہت زیادہ اور غیر متوقع بوجھ آن پڑا ہے۔ اگر انجمن کی موجودہ آمدنی پر برلن مشن کے اخراجات کا بار ڈالا جائے۔ تو دوسرے کاموں کو نقصان پہنچتا ہے اس مسجد کی آبادی و رونق میں فرق ڈالنا یا مشن کے کام کو بند کر دینا ایک ایسی بات ہے۔ جس کا خیال تک بھی دل میں لانا ہمیں گوارا نہیں۔ انہی امور کو پیش نظر رکھتے ہوئے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ نے برلن مشن کے لئے مستقل مالی امداد کی تحریک کی تھی۔ جس کی تفصیل یہ تجویز ہوئی تھی کہ ہر ایک دوست اپنی ہمت اور حلقہ اثر کے مطابق کوئی رقم معین کر لے۔ اور اتنی رقم کی مستقل مالی امداد غیر از جماعت اصحاب سے حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ اس امر کا خیال رکھا جائے کہ جس قدر رقم اپنے ذمہ لی جائے اس کا انتظام ضرور کر دیا جائے دوسرے یہ کہ امداد خواہ کس قدر کم کیوں نہ ہو لیکن مستقل صورت میں ہو جسے ہم ہر ماہ حاصل کرتے رہیں۔ چنانچہ بعض دوستوں نے کچھ رقوم اپنے ذمہ بھی لیں لیکن ابھی تک اس کام پر بحیثیت مجموعی کما حقہ توجہ نہیں دی گئی ضرورت ہے کہ جلد سے جلد غفلت کو خیرباد کہہ کر یہ کام پوری سرگرمی سے شروع کر دیا جائے۔ اور ہر ایک دوست کچھ تکلیف اٹھا کر اور اپنے وقت کی قربانی کر کے اس کو انجام تک پہنچانے میں معاون ہو تاکہ ہم جرمن مشن کی مالی مشکلات سے بےفکر ہو کر فتح یورپ کے لئے کوئی نیا قدم اٹھا سکیں۔ کسی کام کو درمیان میں لٹکائے رکھنا مجاہدوں کا شیوہ نہیں۔ نوجوان دوست خاص طور پر ہمارے مخاطب ہیں مطبوعہ اپیلیں اور رسید بکیں دفتر سے حاصل کی جا سکتی ہیں۔

ہنگامۂ اجودھیا

افسوس امسال بھی عید الضحیٰ ہندوؤں کی پست ذہنیت اور شرانگیزی کے سبب امن سے نہ گزر سکی۔ متعدد مقامات پر مہاسبھائیوں نے فساد برپا کئے جن میں سے اجودھیا (فیض آباد یو۔ پی) کا ہنگامہ سب سے زیادہ افسوسناک ہے۔ اجودھیا اور فیض آباد کے درمیان ایک چھوٹا سا قصبہ شاہجہانپور واقع ہے اس میں مسلمانوں کی اکثریت ہے۔ اور زمانہ قدیم سے وہاں مسلمان قربانی کرتے آئے ہیں۔ امسال ہندوؤں نے خواہ مخواہ شور مچا کر مسلمانوں کو قربانی سے روکنا چاہا۔ حکام ضلع نے امن قائم رکھنے کے لئے ۸ مسلمانوں اور ۸ ہندوؤں سے زیر دفعہ ۱۰۷ ضابطہ فوجداری ضمانتیں طلب کیں۔ پھر مسلمانوں نے صفائی پیش کرنے کی اجازت چاہی جو منظور نہ کی گئی۔ مسلمانوں نے مچلکہ اور ضمانت دینے سے انکار کر دیا چنانچہ حاکم نے ان کو جیل بھیجدیا۔ اور ہندوؤں نے ضمانتیں داخل کر دیں اس کے بعد مسلمانوں میں شدید بے چینی پھیل گئی۔ ڈپٹی کمشنر نے تحقیقات کی تو معلوم ہوا کہ قربانی کا رواج اس قصبہ میں زمانہ قدیم سے ہوتی آئی ہے۔ چنانچہ عید کے دوسرے روز ڈپٹی کمشنر، تحصیلدار، حاکم پرگنہ اور متعدد معزز مسلمانوں کی موجودگی میں چند گائیں قربان کی گئیں۔ اجودھیا اور قرب و جوار کے ہندو پہلے ہی آمادہ فساد تھے۔ حکام کے وہاں سے جاتے ہی انہوں نے چاروں طرف سے مسلمانوں پر مسلح یورش کر دی۔ لاٹھیاں، بلم اور تلواریں آزادی سے استعمال کی گئیں۔ گروکل کے طلبہ اور بیراگیوں نے نہایت ہولناک مظالم کئے سنا ہے کہ ایک مسلمان خاتون کو بھی ان ظالموں نے شہید کر دیا۔ مسلمان ہندوؤں کے ارادہ سے بالکل بےخبر تھے۔ اس لئے ہندوؤں کو قتل و غارت اور لوٹ مار کا اچھی طرح موقع مل گیا۔ اس ہنگامہ کی تفصیلات روزانہ اخبارات میں شائع ہو چکی ہیں۔ مسلمانوں کا بہت زیادہ نقصان ہوا۔ چار مسلمان شہید اور بہت سے مجروح ہوئے۔ متعدد مساجد کو نقصان پہنچایا گیا۔ کئی ایک مکانات جلا دیئے گئے۔ سرکاری اور غیر سرکاری رپورٹوں سے یہ واضح ہوتا ہے کہ مسلمانوں نے ہندوؤں کے اس شرمناک ظلم کو نہایت صبر سے برداشت کیا۔ اور کسی ایک ہندو کو خراش تک بھی نہیں آئی۔ ہندو ذرائع سے موصول شدہ خبریں بھی اس حقیقت کی تائید کرتی ہیں۔

یہ افسوسناک ہنگامہ ہندو ذہنیت کا کافی طور پر آئینہ دار ہے۔ بے قصور مسلمانوں کا قتل عام ہوتا ہے۔ ان کو مجروح کیا جاتا ہے ان کی عبادت گاہیں مسمار کی جاتی ہیں ان کے مکانوں کو لوٹا اور جلایا جاتا ہے لیکن کسی ایک ذمہ دار ہندو لیڈر یا اخبار کو اس شیطانی حرکت کے خلاف آواز بلند کرنے کی توفیق نہیں ہوتی بلکہ سب کے سب ہندو بلوائیوں کی حمایت میں مصروف ہیں۔ جب کسی قوم کی ذہنیت اس قدر پست ہو چکی ہو تو اس سے کسی اچھی بات کی توقع نہیں کی جا سکتی البتہ ہم حکومت سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ اس نے اس مصیبت کا کیا علاج سوچا ہے۔ ہمارا ایماندارانہ یہ خیال ہے کہ مسلمانوں کے اس قتل عام کی ذمہ داری بہت بڑی حد تک مقامی حکام پر بھی ہے جنہوں نے قیام امن کے لئے بروقت کوئی انتظام نہ کیا

حکومت کا فرض ہے کہ وہ مقامی حکام سے سختی سے باز پرس کرے اور ہندو مجرموں کو کیفر کردار تک پہنچائے۔ اور کوئی ایسا انتظام کرے۔ کہ اس قسم کے ہنگاموں کا کلی طور پر انسداد ہو جائے۔ عید آخر ہر سال آئے گی۔ مسلمان قربانیاں بھی کرینگے۔ اگر موجودہ صورت قائم رہی تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر سال متعدد مقامات پر ہندو ...

پندرہ فیصدی پاسنگ دیا جا سکتا تھا۔ لیکن اسی فیصدی اکثریت کو باون فیصدی نشستوں پر ٹرخانے کی کوشش کو انصاف نہیں کہا جا سکتا ہے۔ مسلمانان کشمیر کی بے چینی اور مصائب کا واحد علاج انصاف ہے۔ جسکے لیئے حکومت کشمیر آمادہ نہیں ہوتی۔ اس لئے موجودہ حالات میں حکومت کشمیر اور اس کی مسلمان رعایا کے ...

وہ راز حقیقت تحریریں شائع ہو رہی ہیں۔ حیرت ہے کہ "پرتاپ" نے تو معافی نامہ شائع کر دیا۔ مگر "پرکاش" بدستور اپنی افسوسناک روش پر قائم ہے۔ اگر "پرتاب" کے معافی نامہ میں ذرہ بھر بھی اصلیت موجود ہے۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ "پرکاش" اپنے طرز عمل میں تبدیلی کرکے اسی قسم کا معافی نامہ شائع نہ کرے۔ شاید کہہ دیا جائے کہ "پرکاش"

مظلوم نومسلموں کی فریاد

گزشتہ دنوں چک ... کچا کھوہ متصل خانیوال میں جو لوگ مسلمان ہوئے تھے ان کو قبول اسلام کی وجہ سے طرح طرح کی تکالیف دی جا رہی ہیں چک کا نائب سپرنٹنڈنٹ ان کے ساتھ نہایت معاندانہ اور خلاف قانون سلوک کر رہا ہے۔ عید اضحیٰ کے روز ان لوگوں نے نماز عید میں شمولیت کی غرض سے رقعے طلب کئے۔ جواب میں نائب سپرنٹنڈنٹ نے بلا وجہ ان کو گالیاں دیں۔ اسی پر بس نہیں بلکہ مقدس مذہب اسلام کی شان میں بھی ہرزہ سرائی کی۔ ایک ہندو پنڈت چک میں آیا ہوا ہے۔ جو ہر روز مذہبی حملے کرتا رہتا ہے۔ علاوہ ازیں یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ ان لوگوں کو لالچ دے کر اور مرعوب کرکے مرتد کرنے کی کوشش بھی کی جا رہی ہے۔ نائب سپرنٹنڈنٹ کے اس طرز عمل سے تنگ آکر ان لوگوں نے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر اقوام جرائم پیشہ کی خدمت میں درخواست دی ہے جس کی نقل اسی پرچہ میں کسی دوسری جگہ درج کی جا رہی ہے۔ اس میں انھوں نے اپنی شکایات کو بیان کرنے کے بعد لکھا ہے:۔

> "ہمارے مذہبی کاموں میں مداخلت کرنے والوں کو تنبیہ کی جائے تاکہ آئندہ کوئی فساد نہ ہو جائے ..... اب تک ہم خاموش رہے ہیں۔ اگر کسی جوشیلے آدمی نے اس (پنڈت) کو کچھ کہا تو ہم ذمہ وار نہ ہونگے۔ حضور کو اطلاعاً لکھ دیا ہے مناسب تدارک فرمایا جائے۔"

اس قسم کا نامناسب سلوک اور مذہبی حملے بالکل ناقابل برداشت ہیں۔ اس درخواست سے معلوم ہوتا ہے کہ نومسلموں کو ہندو نائب سپرنٹنڈنٹ اور اس کے زیر اثر لوگوں نے حد سے زیادہ دق کر رکھا ہے۔ یہ صورت حالات صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر اقوام جرائم پیشہ کی اولین توجہ کی مستحق ہے۔ ضرورت ہے کہ اس قانون شکن نائب سپرنٹنڈنٹ سے نہایت سختی کے ساتھ باز پرس کی جائے۔ اور اس کو وہاں سے تبدیل کرکے کوئی ایسا آدمی بھیجا جائے جو قانون و قواعد کی پابندی کے ساتھ اپنے فرائض ادا کر سکے۔

حکومت کشمیر کی تازہ تجویز

سول کی اطلاع ہے کہ حکومت کشمیر نے مجوزہ اسمبلی میں مسلمانوں کے تناسب میں برائے نام اضافہ کر دیا ہے۔ پہلے نئی تجویز کے مطابق ان کا تناسب ۴۲ فیصدی ہوگا۔ سرکاری اور غیر سرکاری ارکان کو ملاکر مسلمان ممبروں کی تعداد کل ۲۹ ہوگی جن میں ۲۱ منتخب ۶ نامزد ... اور ۵ سرکاری ہوں گے۔ افسوس ہم اس فیصلہ پر ہز ہائینس مہاراجہ بہادر اور ان کی حکومت کو مبارکباد نہیں دے سکتے۔ یہ غیر منصفانہ تجویز کسی طرح بھی مسلمانان کشمیر کے لئے قابل قبول نہیں ہو سکتی ہے۔ ریاست میں مسلمانوں کی آبادی ۸۰ فیصدی ... اقلیتوں کو پانچ دس ...

"پرکاش" کی اشتعال انگیزیاں

مشہور آریہ اخبار "پرتاب" عرصہ سے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف شر انگیزی میں مصروف تھا اور اخلاق و قانون کی حدود سے بہت تجاوز کر گیا تھا۔ مسلمانوں نے اس کی شرارت پر صدائے احتجاج بلند کی جس پر اس نے معافی مانگ لی۔

> ### "الفضل" سے ایک درخواست
> ### حضرت مسیح موعودؑ کی کوئی تحریر پیش کیجیے
>
> کچھ عرصہ ہوا "الفضل" نے اپنے ایک مقالہ افتتاحیہ میں لکھا تھا کہ:۔
>
> "حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سورہ بقرہ کی آیت والذین یومنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک وبالاخرۃ ھم یوقنون کے متعلق فرمایا ہے کہ اس میں تین وحیوں کا ذکر ہے اول اس وحی کا ذکر ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔ دوسری وہ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے انبیا پر نازل ہوئی اور تیسری وہ جو حضرت مسیح موعود سے متعلق تھی۔"
>
> (۱۹ دسمبر ۱۹۳۳ء صفحہ ۳)
>
> کیا "الفضل" حضرت مسیح موعود کے قلم کی کوئی ایسی تحریر بتلا کر ہمیں ممنون کرے گا۔ جس میں آپ نے ان خیالات کا اظہار فرمایا ہو؟

"پرتاب" نے اپنے معافی نامہ میں لکھا تھا کہ وہ

(الف) "اس بات کو ہرگز گوارا نہیں کر سکتا کہ مسلمان دوستوں کی کسی وجہ سے بھی دل آزاری ہو اس لئے وہ اپنا فرض سمجھتا ہے کہ خواہ اس کے نزدیک اس کی تحریرات پیغمبر اسلام کی توہین کا پہلو نہ بھی لئے ہوئے ہوں تاہم وہ مسلمانوں سے ان تحریرات کے لئے بغیر کسی مزید حجت یا عذر کے معذرت خواہ ہو۔"

(ب) "ہمارے عقیدہ سے اس ملک کی نجات ہندو اور مسلمانوں کے باہمی اتحاد ہی سے ہو سکتی ہے۔ اور اس اتحاد کی پہلی شرط یہ ہے کہ ایک دوسرے کے مذہبی پیشواؤں کا احترام کیا جائے۔"

اخبار بین اصحاب اس حقیقت سے بے خبر نہ ہونگے کہ "پرتاب" کی طرح "پرکاش" بھی مہاشہ کرشن کا اخبار ہے۔ اور اس میں اسلام کے متعلق "پرتاب" سے بھی زیادہ اشتعال انگیز و توہین آمیز اور ...

"پرتاب" کی حیثیت سے تو مسلمانوں کی دل آزاری کے خلاف ہیں۔ اور ہندو مسلم اتحاد اور دوسری اقوام کے مذہبی پیشواؤں کی عزت کو ضروری سمجھتے ہیں لیکن مالک "پرکاش" کی حیثیت سے وہ مسلمانوں کی دل آزاری کو جائز قرار دیتے ہیں اور ہندو مسلم اتحاد اور دوسری اقوام کے مذہبی بزرگوں کی عزت کرنے کے اشد ترین مخالف ہیں۔ ظاہر ہے ان کی یہ پوزیشن نہایت مضحکہ انگیز اور قابل اعتراض ہے۔ ہماری رائے میں جب تک "پرکاش" بھی معافی نامہ شائع نہ کرے اس وقت تک "پرتاب" کے معافی نامہ کی کوئی حقیقت نہیں سمجھی جا سکتی۔

(بقیہ صفحہ ۱۵)

اور ایک ذرہ بھر بھی بے لطفی نہیں ہوئی۔ بلکہ سیف الاسلام والوں نے پہلے ہی لال حسین کو کہہ دیا تھا کہ خبردار اگر کوئی زبان درازی کی ورنہ ہم تمہیں اسی وقت ٹوک دینگے۔ یہ اہل دہلی کی شرافت کی نشانی ہے اور ہم ان کے شکرگزار ہیں

لال حسین کا اعتراف

دہلی کے مناظرہ سے پہلے میرٹھ میں اسی موضوع پر ایک گھنٹہ شام کو مناظرہ ہوا تھا میں نے جو دلائل پیش کئے تھے ان کو چھوڑ کر لال حسین نے وہی کج بحثی اختیار کی تھی میں نے بہتیرا کہا کہ تم اصل سوال سے دور جا کر اور اور اعتراض کیوں کرتے ہو۔ مگر آپ کب باز آنے والے تھے۔ وقت کی قلت اور عدم موجودگی کتب کی وجہ سے مباحثہ او عہوار ... نعرہ اللہ اکبر لگوا کر مباحثہ ختم کر دیا گیا چونکہ صبح کو بھی ۳ گھنٹے مناظرہ ہو چکا تھا جس میں لال حسین صاحب کو سر چھپانے کو جگہ نہ ملتی تھی اور میں نے یہ ثابت کر دیا تھا کہ حضرت مرزا صاحب کا نبوت کا دعویٰ نہیں ہے بلکہ ظلی بروزی نبوت کا دعویٰ ہے جسے مجازی نبوت کہتے ہیں۔ اور اس سے دعویٰ نبوت لازم نہیں آتا۔ اور ایسے زبردست دلائل سے ثبوت پیش کیا گیا کہ لال حسین نے اس بحث کو چھوڑ کر مسئلہ کفر و اسلام پر بحث شروع کر دی جب اس پر بھی شکست کھائی تو آپ نے بحث سے فرار کر دیا اور پھر مولوی مبارک حسن صاحب کے سامنے اقرار کیا کہ مولوی صاحب سچ یہ ہے کہ آپ کا طرز استدلال بہت زبردست ہے اور خود مولوی مبارک حسن صاحب نے بھی اس امر کا اعتراف کیا۔ دوسرے لفظوں میں یہ احمدیت کی فتح کا اقرار ہے۔ جو لال حسین صاحب کو مجبوراً کرنا پڑا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

نوٹ:۔ دہلی میں اس مناظرہ کا بہت اچھا اثر ہوا۔ دشمن تک ہماری فتح ہی کے قائل ہو گئے۔ آریہ۔ عیسائی اور اکثر غیر احمدی ہمیں مبارکباد دینے سے رک نہ سکے۔

(عمر الدین احمدی ۲۹-۳-۳۴)

درخواست دعا:۔ جناب خان بہادر میاں غلام رسول صاحب کی بیگم صاحبہ علیل ہیں ان کے لئے دعائے صحت کی جائے۔

ہماری تبلیغی ڈاک

(مرتبہ جناب خانصاحب چوہدری محمد منظور الٰہی صاحب)

ترکی

کرنیل رشید خالب بے صاحب جو پہلے آسٹریا میں تھے اب استنبول میں آگئے ہیں اپنے تازہ خط میں لکھتے ہیں کہ اخبار لائٹ کے لئے مشکور ہوں آپ کا لٹریچر نہایت دلچسپ ہے۔ اور اسلام کی صحیح تصویر ظاہر کرتا ہے۔ مجھے اس بات سے خوشی ہوتی ہے کہ آپ کی انجمن کسی مخالفت کی پروا نہ کرتے ہوئے مستقل مزاجی سے اسلام کی اشاعت میں مصروف اور ہر جگہ کامیاب ہوتی جا رہی ہے۔ جب سے میں نے آسٹریا چھوڑا مجھے مجبوراً خط و کتابت بند کرنی پڑی۔ اب میرا یہاں مستقل قیام ہے اس تھوڑے سے عرصہ کے درمیان آپ کا کام بڑی ترقی کر گیا ہے اور آپ کے خیالات دنیا پر چھائے جا رہے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اس سے بھی زیادہ کامیابی عطا کرے۔

پولینڈ

پولینڈ کے ایک شخص مسٹر دانڈا نی نے وارسا یونیورسٹی سے ملکر لکھا تھا کہ وہ قرآن شریف کے پولش و عبرانی تراجم معہ عربی متن شائع کرنا چاہتے ہیں جس کی وہاں بہت ضرورت تھی۔ کیونکہ دو ملین یہودیوں میں سے صرف ہزار ڈیڑھ ہزار شخص ہی قرآن سے واقف ہیں یہ ترجمہ پانچ ہزار کی تعداد میں چھاپا جاسکے گا۔ جسکے اخراجات ایک ہزار پاؤنڈ ہونگے۔ اس چٹھی کی نقل رجسٹرار یونیورسٹی نے ہمیں بھیجی کہ ہم اس پر مناسب کارروائی کریں۔ ہم نے اس کے متعلق پولینڈ کے دوستوں سے استفسار کیا جن سے معلوم ہوا کہ ایسا ترجمہ مسلمانوں کے لئے مفید نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ اس خیال کو ترک کر دیا گیا۔

ڈاکٹر سولکینین پولینڈ سے لکھتے ہیں کہ میں علوم شرقیہ کا پروفیسر ہوں اور عربی زبان میں قرآن کریم کے مطالعہ میں مصروف ہوں۔ اور چاہتا ہوں کہ قرآن کریم کا مطالعہ زیادہ غور و خوض سے کروں اس لئے حضرت مولانا محمد علی صاحب کا انگریزی ترجمۃ القرآن معہ عربی متن بھیجیں تاکہ میں یہاں کے رسالہ جات و اخبارات میں اس کا ریویو شائع کروں۔ ایک اور نسخہ بھی درکار ہے۔ وہ بھی بھیج دیں۔

البانیا

(۱) حافظ عبداللہ صاحب لکھتے ہیں کہ آپ کا خط ملا۔ آپ اشاعت اسلام کے لئے یورپ میں جو جدوجہد کر رہے ہیں ہم اسے استحسان کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ اب آپ کو قرآن کریم کا البانوی ترجمہ ارسال بھیجتا ہوں جسے میں نے نہایت محنت سے تیار کیا ہے۔ انشاء اللہ خدا نے توفیق عطا فرمائی تو دوسری اجزاء بھی شائع کروں گا۔ نیز میں آپ کا سب سے پہلے جو کتب اور قرآن کریم آپ سے منگوائی گئی تھیں انہیں نے یہاں کے کتب خانہ میں عوام کے مطالعہ کیلئے رکھ دیا ہے اور لوگ ان سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ اگر اور لٹریچر بھیجیں تو دوسری لائبریریوں میں بھی رکھوا دیا جائے۔

(۲) مسٹر ثابت لکھتے ہیں کہ مجھے آپ کی تحریک سے گہری دلچسپی ہے اس لئے یہ خط لکھتا ہوں آپ میری معلومات کو وسیع کرنے کے لئے مزید لٹریچر بھیجدیں۔ ہمارے ملک میں مذہب اسلام کے بارہ میں بہت کم لٹریچر موجود ہے۔ آپ کی جماعت کی شہرت تمام دنیا میں پھیل رہی ہے اور ہر جگہ کے مسلمان آپ کی خدمات اسلامی کے معترف ہیں نہ صرف میرے لئے بلکہ دوسرے لوگوں میں تقسیم کے لئے بھی لٹریچر درکار ہے اس لئے جتنی جلدی ہوسکے لٹریچر بھیجکر مشکور کریں۔

(۳) مسٹر خلیل لکھتے ہیں کہ میں ۱۹۲۰ء سے اپنے شہر کے ایک مشہور عالم سے مختلف علوم اسلامی حاصل کر رہا ہوں اور اس سال کورس ختم کر لیا ہے۔ مندرجہ ذیل علوم کا مطالعہ کر چکا ہوں۔ صرف و نحو۔ معانی۔ مناظرہ۔ منطق۔ عقائد۔ فقہ۔ وضع۔ تاریخ اسلام۔ ۱۹۲۲ء میں ہمارے شہر میں علوم اسلامیہ کا ایک بڑا مدرسہ قائم ہوا۔ چار سال تک میں نے اس میں تعلیم پائی۔ لیکن آخر کار ۱۹۳۰ء میں وہ مدرسہ بند ہوگیا جسکے بعد میں پرائیوٹ طور پر اپنے استاد سے پڑھتا رہا۔ میرا ارادہ علوم اسلامی کی تکمیل کا ہے۔ لیکن ہمارے ملک میں اس سے زیادہ حصول علوم اسلامی کا کوئی ذریعہ نہیں سوائے اس کے کہ میں کہیں باہر جاکر تکمیل علوم کروں۔

مجھے معلوم ہوا ہے کہ گذشتہ تیس سال سے مشرق کی طرف سے اسلام کی روشنی ساری دنیا میں پھیل رہی ہے، خصوصاً جماعت احمدیہ کی طرف سے۔ اس لئے خدمت اسلام و ملک کے اس جذبہ کی تکمیل کے لئے میں عرض کرتا ہوں کہ آپ مجھے اپنے زیر سایہ لے کر اس مبارک کام میں لگائیں۔ کیونکہ ہمارے ملک میں تین مذاہب ہیں اور غیر مذاہب کا اثر مسلمان قوم پر بہت پڑتا جا رہا ہے۔

(۴) مسٹر عبدالرحمن لکھتے ہیں کہ مجھے آپ سے خط و کتابت کرنے کا بہت اشتیاق تھا۔ سب سے پہلے میں ان خدمات اسلام کے لئے جو آپ کر رہے ہیں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور خدا سے دعا کرتا ہوں کہ وہ آپ لوگوں کو اپنی خاص حفاظت میں رکھے۔ مہربانی کر کے حضرت نبی کریمؐ کی سوانح عمری مجھے بھیجکر مشکور فرمائیں۔ میں یہاں ایک طالب علم ہوں۔ اور چاہتا ہوں کہ آپ کے ذریعہ سے تعلیم اسلام سے واقف ہو جاؤں۔

ہنگری

مسٹر عبدالکریم لکھتے ہیں کہ آپ کی کتاب ترجمۃ الاحادیث اور حضرت مولانا صاحب کی کتاب خلافت راشدہ ملیں حضرت مولانا صاحب نے مجھے اپنی تازہ تصنیف بھیجنے کے لئے لکھا تھا جس کا مجھے انتظار تھا۔ جب دو سال ہوئے میں آپ کے درمیان تھا۔ تو میں نے قرآن کریم کے ہنگری ترجمہ کی تحریک کی تھی۔ لیکن چونکہ انجمن اپنے جرمن ترجمہ کے کام میں مصروف تھی اس لئے اس نے ہنگرین زبان کے ترجمہ کا معاملہ ملتوی کر دیا۔ وطن پہنچکر مجھے معلوم ہوا کہ ہنگری ترجمہ ہو جانا نہایت ضروری ہے۔ کیونکہ یہاں ایک مختصر سی اسلامی جماعت پیدا ہوگئی ہے۔ اس کے علاوہ بہت سے مسلمان کہ سروبیا سے ہجرت کر کے یہاں آباد ہوگئے ہیں۔ پھر خود ہنگری کے تعلیم یافتہ لوگ بھی اسلام سے دلچسپی کا اظہار کر رہے ہیں۔ یہ غریب لیکن بہادر جماعت گل بابا صاحبؒ کے مزار پر جمع ہوتی ہے۔ جو یہاں ۱۵۴۱ء سے مدفون ہیں اور جو ایک ایسے بزرگ گزرے ہیں کہ ترکوں کا بادشاہ سلیمان ان کے جنازہ میں شریک ہوا۔ اور انہیں خود آکر سپرد خاک کیا۔ صدیوں تک سرزمین یورپ کا یہ واحد مزار جو مسلمانوں کی نشانی ہے لوگوں کی زیارت کا مرکز رہا۔ لیکن بعد ازاں بیکسی و بیسی کی حالت میں ہوگیا۔ اور اب پھر یہ مزار یہاں کے مسلمانوں کے لئے مرکز بن گیا ہے کچھ عیسائی لوگ بھی اسلام کی عزت اور نسبت کی وجہ سے اس کے اخراجات میں حصہ لیتے ہیں۔ اور سرکاری طور پر یہ آثار قدیمہ میں شمار کیا جاتا ہے۔ کچھ عرصہ ہوا میں اس کا فوٹو حضرت مولانا صاحب کی خدمت میں بھیج چکا ہوں جسکے ساتھ کچھ مختصر حالات بھی تھے۔ دوسرا قدم ترقی اسلام کے لئے قرآن کریم کا ہنگری زبان میں ترجمہ کرنا ہے۔ کیونکہ ہمارے اہل وطن تعلیم قرآن سے بالکل ناواقف ہیں۔ باوجودیکہ کئی جرمن تراجم قرآن موجود ہیں۔ لیکن ہماری مادری زبان میں کوئی بھی ترجمہ موجود نہیں سوائے ایک کے جسے ایک متعصب پادری نے کتنا عرصہ ہوا لکھا تھا اور جو حضرت نبی کریمؐ پر گندے اعتراضات کرنے اور اسلام کی بھیانک تصویر دکھانے کے لئے کیا گیا تھا۔ اور جسے شائع ہوئے ایک صدی ہو چکی ہے۔ اور یہ خوش قسمتی سے اب نایاب ہے۔ میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ قرآن کریم کا ہنگری ترجمہ کر کے اسلام کی صحیح تعلیم کو پیش کیا جائے لیکن ہماری جماعت ابھی کمزور اور غریب ہے۔ اس لئے اخراجات طباعت برداشت کرنے کے ناقابل ہے۔ علاوہ ازیں اس پر اور بھی اخراجات ہونگے۔ میں نے اپنے کئی دوستوں کے سامنے اپیل کی جنھوں نے مجھے ہدایت کی ہے کہ میں مسلمانان ہند سے اس بارہ میں اپیل کروں اسی پر میں نے فوراً ڈاکٹر سر محمد اقبال کو لکھا اور آپ کی جماعت سے بھی عرض کرتا ہوں کہ ہنگری زبان میں ترجمۃ القرآن کی اشاعت کے لئے مالی امداد دیں۔ چھ سات ہزار روپیہ سے زیادہ اس کام پر صرف نہ ہوگا۔ جو دو تین اقساط میں ادا کیا جاسکتا ہے مہربانی کر کے اسے اپنی جماعت کے سامنے رکھیں اور ان پر زور دیں کہ اس مبارک کام کو ہاتھ میں لیں جس کا اخلاقی اثر آپ کی جماعت احمدیہ کے لئے نہایت مبارک ہوگا۔ حضرت مولانا صاحب کی خدمت میں جو اسلام کے ان تھک خادم ہیں میرا اسلام عرض کریں میں آپ کی انجمن کا تہہ دل سے مشکور ہوں جو میری ان خدمات اسلام کی قدردان ہے جو میں یہاں ادا کر رہا ہوں۔

انگلستان

مسٹر محمود عظمی صاحب لکھتے ہیں کہ آپ کے اخبارات و رسائل کے نمونہ جات پہنچے۔ آپ کا لٹریچر بیحد دلچسپ ہے۔ اور میرا خیال ہے کہ اگر یہاں آپ کی کتب کی ایک ایجنسی قائم کی جائے جیسا کہ عیسائی مشنوں کی ہیں تو اسلام کے لئے نہایت مفید ہوگا کیونکہ بہت سے لوگ علوم اسلامی کی کتب کا مطالعہ کرتے رہتے ہیں۔ اور ہم ان کو اس طرح سے مدد دے سکیں گے۔

جماعت قادیان کی "ترقی"

(از جناب مولوی عمر الدین صاحب شملوی)

قادیانی جماعت کا قدم روز بروز حضرت مسیح موعودؑ کے سچے عقائد کے خلاف جا رہا ہے۔ یہاں تک کہ اب وہ حضرت مرزا صاحب کی وحی کو کتاب اللہ ماننے لگے ہیں۔ اور بعض قادیانی ایسے ہیں کہ جو دلائل سے حضرت مسیح موعودؑ کو صاحب الشریعت نبی بھی کہہ دیتے ہیں۔ جس کا سخت افسوس ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ تو فرماتے ہیں:۔

من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب

ہاں ملہم استم و ز خداوند منذرم

یعنی میں ایک ملہم ہوں اور خدا کی طرف سے ڈرانے والا۔ میں نہ شریعت لانے والا رسول ہوں اور نہ ہی میں کوئی کتاب لایا ہوں۔

پس حضرت مرزا صاحب کی وحی کو کتاب اور بعض قرآنی احکام جو بطور تجدید نازل ہوئے ان کو شریعت قرار دینا محض شرارت اور ظلم عظیم ہے۔

ایک واقعہ

ایک دفعہ حضرت مولانا نور الدینؓ کے زمانہ میں حافظ روشن علی صاحب نے مولانا موصوف سے کہا کہ حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات سے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ صاحب الشریعت نبی ہیں یہ سنتے ہی حضرت مولانا کو سخت غصہ آ گیا۔ آپ کا چہرہ سرخ ہو گیا اور بڑے غضب سے فرمایا جو ایسا کہتا ہے ۔۔۔۔۔۔ ! حافظ روشن علی صاحب کانپنے لگے۔ اور خاموش ہو گئے۔ ایک دوسرے احمدی بھائی نے کہا کہ حافظ صاحب ایک دفعہ اور پوچھ لو تو مزا آ جائے گا۔ حافظ صاحب نے کہا کہ میں نے تو تحقیق کے لئے پوچھا تھا۔ تا کہ یہ مسئلہ صاف ہو جائے۔

میں اس احمدی دوست کو جانتا ہوں وہ میاں صاحب کا خاص مرید ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی کئی احمدی اس واقعہ سے باخبر ہونگے مگر امید نہیں کہ وہ اب بھی شہادت دیں۔ میرا تو خیال ہے کہ خود جناب میاں صاحب کو غالباً اس واقعہ کی خبر ہے اس لئے اس کی تردید سے پہلے قادیانی جماعت کو چاہیئے کہ اچھی طرح اپنے گھر کا جائزہ لے لے تاکہ ایسا نہ ہو کہ انکار پر شرمندگی اٹھانی پڑے۔

اس واقعہ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت کوئی جماعت ایسی موجود تھی جو اروپی صاحب کا خیال تھی اور وہ چاہتی تھی کہ حضرت مرزا صاحب ایک مستقل صاحب شریعت رسول کی حیثیت سے منوائے جائیں لیکن حضرت مولانا نور الدین صاحب کی ڈانٹ سے اس وقت یہ فتنہ دب گیا۔ البتہ اروپی صاحب نے علی الاعلان مرزا صاحب کو صاحب الشریعت نبی لکھنا اور شائع کرنا شروع کر دیا۔ جس کی وجہ سے انہیں حضرت مولانا نور الدینؓ نے جماعت سے خارج کر دیا۔ جس کا یہ اثر ہوا کہ انکے ہم خیال اس وقت خاموش ہو گئے۔ اب یہ فتنہ قادیان سے از سر نو شروع ہوا ہے۔ اور رفتہ رفتہ بڑھتا جا رہا ہے۔ ڈر ہے کہ جناب میاں صاحب اور ان کی جماعت اسلام سے بالکل الگ ایک مذہب بنا کر کھڑا نہ کر دیں۔ اور یہی امر جناب میاں صاحب کے اس مصلح موعود ہونے کا ثبوت نہ بن جائے۔

ماہ ــــــ مئی ــــــ کا

اخبار ایڈیشن قابل دید و لائق مطالعہ ہوگا

ریڑھ کی ہڈی کا بخار

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

حال ہی میں پنجاب کے بعض اداروں اور نیز لاہور اور صوبہ کے بعض دوسرے شہروں کی سول آبادی سے ریڑھ کی ہڈی کے بخار کی وارداتوں کی اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔ ریڑھ کی ہڈی کا بخار ایک متعدی بیماری ہے۔ جو ایک ایسے جرم سے پیدا ہوتی ہے جس سے دماغ کی جھلیوں اور ریڑھ کی ہڈی میں سوزش پیدا ہو جاتی ہے جراثیم ناک کے ذریعہ جسم میں داخل ہوتے ہیں۔ یہ بیماری عام طور پر ان لوگوں کے ذریعہ پھیلتی ہے جن میں بظاہر مرض کی علامات نہیں پائی جاتیں لیکن جن کے حلق میں جراثیم ہوتے ہیں۔ جو ان لوگوں کے جسم میں داخل ہو جاتے ہیں جو جراثیم رکھنے والوں کے ساتھ کام کرتے ہیں۔ یا ان کے قریب سوتے ہیں۔ لہذا یہ بیماری ایک دوسرے کے بہت زیادہ قریب رہنے اور ایک ہی جگہ بہت زیادہ اشخاص کے اکٹھے ہونے سے پیدا ہوتی ہے۔

چھوت لگنے اور بیماری کی ابتدائی علامات نمودار ہونے کا درمیانی عرصہ دو سے دس دن تک اور بالعموم چار یا پانچ دن ہوتا ہے ابتدائی علامات عام طور پر حسب ذیل ہوتی ہیں:۔

سخت درد سر، قے۔ درجہ حرارت ۱۰۱ سے ۱۰۳ تک پہنچ جاتا ہے۔ ایک اہم علامت یہ ہے کہ گردن تکلیف دہ طور پر اکڑ جاتی ہے بعض صورتوں میں پیٹھ بھی اکڑ جاتی ہے۔ اس کے بعد بیہوشی طاری ہو جاتی ہے۔ اور مریض بخار میں بڑبڑانے لگتا ہے۔ بچوں میں عام طور پر تشنج پیدا ہو جاتا ہے۔ یہ بیماری اکثر اوقات مہلک ہوتی ہے۔ اور تاوقتیکہ باقاعدہ طور پر علاج نہ کیا جائے۔ مریضوں کی بیشتر تعداد ہلاک ہو جاتی ہے

مرض کا انسداد کس طرح کیا جا سکتا ہے؟

(۱) جب ریڑھ کی ہڈی کے بخار کا شبہ ہو فوراً ڈاکٹر کو بلائیے۔

(۲) واردات کی اطلاع فوراً افسران صحت کو دینی چاہیئے۔

(۳) مریض کو علیحدہ رکھو، اس کے تمام برتن الگ ہوں۔ اس کی ناک اور حلق سے جو رطوبت نکلے اسے کاربالک یا فینائل کے محلول میں رکھنا چاہیئے۔

(۴) بیماری کے اختتام پر کمرے اور سامان کو دوائی اثرات سے پاک وصاف کرنے کا انتظام کرنا چاہیئے۔

(۵) وبا کے دوران میں ایسے مقامات پر نہیں جانا چاہیئے جہاں بہت زیادہ بھیڑ ہو۔ مثلاً سینما، تھیٹر، ریسٹورنٹ وغیرہ۔

(۶) علیحدہ علیحدہ پلنگوں پر سونا چاہیئے جن کے درمیان کم از کم تین فٹ کا فاصلہ ہو۔

(۷) دن رات کمروں کی کھڑکیاں کھلی رکھو اور جہاں تک ممکن ہو تازہ ہوا آنے دو۔

(۸) پینے کے برتن علیحدہ علیحدہ ہونے چاہئیں۔

(۹) ہر شخص کو کھانسنے اور چھینکنے کے وقت رومال استعمال کرنا چاہیئے اور دوسروں کے منہ کے قریب ایسا نہیں کرنا چاہیئے۔

(۱۰) وبا کے دوران میں گرم پانی کے ایک چھوٹے گلاس میں پوٹاشیم پرمنگنیٹ ڈال کر ناک صاف کرنی چاہیئے۔ اور غرارے بھی کرنے چاہئیں۔

جب خط لکھیں تو آپ اکثر بھول ہی جاتے ہیں ذرا یاد کر کے خریداری نمبر لکھا کیجئے تاکہ تعمیل میں تاخیر نہ ہو۔

مسیحیوں کے مدارس میں مسلمان بچے

یہ حقیقت ہر شخص پر روشن ہے کہ مسلمانوں کی آئندہ نسل اپنے مذہب اور اپنی تاریخ سے بالکل بیخبر ہوتی جاتی ہے۔ اور اگر یہ حالت قائم رہی تو مسلمانان ہند کی ہستی معرض خطر میں پڑ جائے گی۔ پرانے زمانہ کا انداز تعلیم ناقص تھا۔ اور سائنٹفک نہ تھا لیکن جو بچے مساجد کے مکتبوں میں ابتدائی قاعدے سے اپنی تعلیم شروع کیا کرتے تھے وہ موجودہ زمانہ کے بچوں کی نسبت اپنے مذہب کے احکام اور اپنے بزرگوں کے کارناموں سے بہت زیادہ واقف ہوتے تھے۔ زمانہ حاضرہ کے مسلمانوں کو یہ توفیق تو نہیں کہ اپنے بچوں کے لئے جا بجا پبلک سکول قائم کریں۔ جن میں انہیں جدید طرز تعلیم کے علاوہ مذہب و اخلاق کی ضروریات سے بھی بہرہ اندوز کیا جائے۔ وہ اپنے بچوں کو مشن سکولوں میں داخل کر رہے ہیں جن کے انتظامات نہایت اچھے ہوتے ہیں۔ اور قلیل مدت میں بچوں کو انگریزی زبان اور کنڈرگارٹن کے مختلف شعبے سکھا دیئے جاتے ہیں۔ لاہور میں عیسائیوں کا ایک سکول "سیکرڈ ہارٹ کانونٹ" کے نام سے جاری ہے جس کی فیس عام سکولوں کی نسبت بہت زیادہ ہے۔ لیکن اس کے باوجود اس میں تقریباً ایک ہزار بچے تعلیم پا رہے ہیں اور ان میں بے شمار مسلمان بچے اور بچیاں بھی ہیں۔ اس کے علاوہ اور بھی متعدد مدارس ہیں جن کا اہتمام مشنریوں کے ہاتھ میں ہے۔ ظاہر ہے کہ مشن والوں نے یہ مدارس محض تبلیغ مسیحیت کے لئے قائم کر رکھے ہیں ان میں یہ لازم قرار دیا جاتا ہے کہ ہر بچہ عیسائیوں کی نماز میں شامل ہو، انجیل پڑھے، اٹھنے، بیٹھنے، رہنے، سہنے اور پہننے، کھانے میں انگریزی طور طریقے اختیار کرے۔ ان سکولوں میں مسلمان بچوں اور بچیوں کو اسلامی تعلیم حاصل ہونے کی کوئی صورت نہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جو بچے ان سکولوں سے فارغ ہو کر نکلتے ہیں۔ ان کو اذان و نماز تو درکنار کلمہ طیبہ تک معلوم نہیں ہوتا۔ نہ وہ یہ جانتے ہیں کہ ان کا ہادی برحق کون ہے۔ نہ انہیں اپنے مذہب کے احکام معلوم ہوتے ہیں نہ وہ اسلامی تاریخ سے آشنا ہوتے ہیں غرض دنیا مسلمانوں کی سی کوئی بات نہیں ہوتی اور جو تعلیم و تربیت بچپن کی عمر میں انہیں ملتی ہے وہ ان کی طبائع میں جڑ پکڑ جاتی ہے۔ کیا معزز اور دولتمند مسلمانوں میں جن کے بچے اس قسم کے سکولوں میں تعلیم پاتے ہیں کچھ بھی خطرے کا احساس کیا جاتا ہے؟ کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ان بچوں میں اسلامی معلومات ۔۔۔ اسلامی معاشرت کا نام و نشان تک باقی نہیں؟ یاد رکھنا چاہیئے کہ جو قوم اپنے مذہب اور اپنی معاشرت کی حفاظت سے بے بہرہ ہے وہ دنیا میں بہت دیر تک اپنی ہستی کو قائم نہیں رکھ سکتی۔ اگر مسلمانوں کے قلوب میں خدا اور رسولؐ کا کچھ احترام باقی ہے۔ اور وہ غیرت و حمیت اسلامی کی کچھ حقیقت سمجھتے ہیں تو انہیں چاہیئے کہ اپنے بچوں کو مسیحیت اور تفرنج کے غار میں دھکیلنے کے بجائے انہیں مسلمان بنانے کی کوشش کریں ورنہ یاد رکھیں کہ ایک دو نسلوں کے بعد وہ مسیحیوں میں مدغم ہو جائیں گے۔ اور ان کی مستقل ہستی کا نام و نشان تک باقی نہ رہیگا۔

(انقلاب)

جن خریداران پیغام صلح کا

چندہ ختم ہو گیا ہے انہیں اطلاع دینے اور جواب کا کافی انتظار کرنے کے بعد وی پی کئے جا رہے ہیں جن کا وصول کرنا

آپکا اخلاقی فرض ہے اور ہماری مشکور کا باعث

(مینیجر پیغام صلح)

اولیائے کرام اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

کیا اولیاء اللہ کے کلمات شیطانی تصرف کا نتیجہ تھے؟

(۱)

(از جناب مولوی دوست محمد صاحب مصنف "آئینہ احمدیت")

ذیل کا مضمون لکھنے سے پیشتر میں نے "زمیندار" کے جنرل منیجر صاحب کی خدمت میں ایک خط لکھ کر یہ دریافت کیا تھا کہ کیا وہ اس کو "زمیندار" میں شائع کرنے کے لئے تیار ہیں؟ جس کے جواب میں انہوں نے لکھا:۔

"مکرمی! السلام علیکم۔ آپ مضمون بھیج دیجئے جو شائع کر دیا جائے گا بشرطیکہ متانت کا پہلو لئے ہوئے ہو۔"

(دستخط منیجر۔ غلام حیدر خاں ۲۲-۹-۱۹)

لیکن جب مضمون لکھا گیا اور جناب چودھری غلام حیدر خاں صاحب کو ہم نے خود پڑھ کر سنایا تو انہوں نے بھی کسی خیال ۔۔۔ اس کی اشاعت کو جناب اختر علی خاں صاحب کی منظوری کے ساتھ مشروط قرار دے دیا۔ ہم نے بھی ان کی خدمت میں عرض کیا کہ "زمیندار" کے صفحات میں اس کی گنجائش نہ ہو تو ہم اپنے خرچ پر اس کو بطور ضمیمہ چھپوا دیتے ہیں جسے "زمیندار" کی کسی اشاعت کے ساتھ شائع کر دیا جائے لیکن افسوس کے ساتھ لکھنا پڑتا ہے کہ جب چودھری صاحب ممدوح نے جناب اختر علی خاں صاحب سے (جو ادارہ) کے علاوہ ادارت سے مشورہ کیا تو انہوں نے کانوں پر ہاتھ رکھ دیئے اور صاف کہہ دیا کہ ہم کسی صورت میں اپنے مضمون کا جواب "زمیندار" میں شائع نہیں کر سکتے۔ کیوں شائع نہیں کر سکتے؟ کیا اس لئے کہ جناب تیکش کا جھوٹا ہوا اعتراض اس مضمون کے ظاہر ہوتے ہی باطل ہو کر رہ جائے گا۔ اور قارئین "زمیندار" تصویر کا دوسرا رخ دیکھ کر اس کی اصلیت اور حقیقت سے واقف ہو جائیں گے؟ ظاہر ہے کہ سوائے اس کے اور کوئی وجہ نہیں ہو سکتی اور اسی سے یہ بھی واضح ہے کہ خود ان لوگوں کو بھی اپنے اعتراضات کی لغویت کا احساس ہے ورنہ کیا وجہ ہے کہ جن لوگوں کو وہ آئے دن اعتراضات سناتے رہتے ہیں ان تک جوابات پہنچانا انہیں گوارا نہیں۔ اگر وہ اپنے اعتراضات کی کوئی اہمیت سمجھتے تو اس مضمون کو "زمیندار" میں شائع کرنے سے اجتناب نہ کرتے۔ بالخصوص جنرل منیجر صاحب کے صریح وعدہ کے ہوتے ہوئے ایسا انکار کسی طرح مناسب نہ تھا۔ لیکن انہوں نے کسی بات کی بھی پروا نہ کرتے ہوئے اس کی اشاعت سے صاف انکار کر دیا۔ اس لئے ذیل میں اسے ہدیۂ قارئین کرام کیا جاتا ہے۔ (خاکسار دوست محمد)

مدیر زمیندار کا طویل مقالہ

۷ ستمبر ۱۹۳۲ء کے اخبار "زمیندار" میں جناب مرتضیٰ احمد خاں تیکش مدیر "زمیندار" نے "صوفیائے عظام کی شطحیات اور حضرت مجدد الف ثانی رح" کے عنوان سے ایک طویل مقالہ لکھا ہے جس میں حضرت بایزید بسطامی، حضرت سید عبد القادر جیلانی اور بعض دیگر اولیائے کرام رحمہم اللہ علیہم کے اقوال و ارشادات کو خلاف شریعت اور شیطانی تصرف کا نتیجہ قرار دیتے ہوئے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ جماعت احمدیہ حضرت مسیح موعود کے الہامات و ارشادات کے نظائر ان اولیاء اللہ کے ملفوظات سے پیش کر کے انہیں سچا ثابت کرنے میں حق بجانب نہیں۔ چنانچہ لکھا ہے کہ:۔

"متقدمین صوفیائے کرام کی طرف جو باتیں منسوب کی جاتی ہیں وہ شاذ، غیر معتبر، غیر مصدقہ ہیں اور ان کے متعلق خود ذی بصیرت و ذی علم صوفیائے کرام کی یہ رائے ہے کہ اگر بفرض محال ان اقوال کی صحت تسلیم بھی کر لی جائے تو ان کی حقیقت اس سے زیادہ نہیں کہ وہ اقوال ان صوفیا کی زبانوں سے عرفان الٰہی کی جستجو کی راہ میں سیر و سلوک کی ۔۔۔ منازل میں بغلبہ جذب و سکر کے عالم میں سرزد ہوئے یا شیطان کے تصرف سے عالم بیداری میں ۔۔۔ ۔۔۔ جن پر سکر ۔۔۔ کے بعد انہوں نے توبہ کر لی۔ جو صوفیا اسی حال میں گرفتار رہے وہ کفر طریقت کی حالت میں مر گئے۔ ان کا معاملہ روز حشر خدائے عز و جل کے ساتھ ہے۔"

جناب تیکش سے ایک سوال

اپنے اس بیان کی تائید میں جناب تیکش نے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات سے متعدد حوالجات نقل کئے ہیں۔ قبل اس کے کہ ان پر غور کیا جائے ہم یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو "زمیندار" کے نزدیک یہ مرتبہ کب سے حاصل ہوا ہے کہ ان کے اقوال و ارشادات کو قابل استناد قرار دیا جا رہا ہے۔ ابھی تو کل کی بات ہے کہ اسی "زمیندار" میں مولوی ظفر علی خاں صاحب نے حدیث مجدد کو وضعی اور جھوٹی کہہ کر یہ ثابت کیا تھا کہ وہ تمام لوگ جنہوں نے اس حدیث کی بنا پر مجدد ہونے کا دعویٰ کیا وہ معاذ اللہ مفتری اور کذاب تھے۔ کون نہیں جانتا کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اس تیر کی زد میں سب سے پہلے آتے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے اسی حدیث کی بنا پر نہ صرف گیارہویں صدی کا بلکہ دوسرے الف ثانی ہونے کا دعویٰ کیا۔ اگر مولوی ظفر علی خاں صاحب کا خیال صحیح ہے کہ حدیث مجدد وضعی ہے تو حضرت مجدد صاحب رح کے مفتری علی اللہ ہونے میں کوئی کلام نہیں رہتا۔ اور اس صورت میں ان کے اقوال و ارشادات دیگر اولیاء اللہ کے بارے میں پیش کرنا عبث ہے۔ جناب تیکش کو چاہئے تھا کہ سب سے پہلے مولوی ظفر علی خاں صاحب سے دریافت کر لیتے کہ وہ حضرت مجدد صاحب رح کو کیا سمجھتے ہیں۔ اگر وہ راست باز ہیں اور ان کا دعویٰ مجددیت صحیح ہے تو وہ مضمون جس میں حدیث مجدد کو انہوں نے وضعی ثابت کرنے کی کوشش کی ہے از سر تا پا لغو اور باطل محض ہے کیونکہ اگر وہ مضمون صحیح ہے تو حضرت مجدد صاحب رح قابل اعتنا نہیں ٹھہرتے اور اس صورت میں جو حوالجات تیکش صاحب نے پیش کئے ہیں وہ لغو اور ۔۔۔ نہیں۔ کیا جناب تیکش بتائیں گے کہ ان ہر دو صورتوں میں سے کونسی انہیں پسند ہے؟

قرآن کا ارشاد اور مدیر زمیندار کا قول

فی الحال ہم اول الذکر صورت کو لیتے ہیں یعنی حضرت مجدد صاحب کو راستباز تسلیم کرتے ہوئے (اور یہی ہمارا ایمان ہے) یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ جو حوالجات تیکش صاحب نے ان کے مکتوبات سے پیش کئے ہیں وہ کہاں تک صحیح ہیں۔

یوں تو ان لوگوں سے جو انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بھی جنہیں فطرتاً معصوم پیدا کیا گیا ہے برے سے برے ناپاک اور بدترین افعال کے مرتکب قرار دینے سے نہیں جھجکتے۔ یہاں تک کہ جھوٹ اور زنا تک کی تہمت ان پر لگانے سے بھی دریغ نہیں کرتے یہ کوئی تعجب انگیز بات نہیں کہ وہ اولیاء اللہ کو شیطان کے فریب یا تصرف میں قرار دیں۔ لیکن یہ دیکھتے ہوئے کہ قرآن کریم نے صاف اور کھلے لفظوں میں شیطان کے بارہ میں فرمایا ہے کہ ان عبادی لیس لک علیھم من سلطان میرے پاک بندوں پر تیرا کوئی تصرف نہیں پھر فرمایا ان الشیاطین لیوحون الی اولیاءھم۔ شیطان اپنے دوستوں کی طرف وحی کرتے ہیں۔ اس قسم کے الفاظ منہ سے نکالنا پرلے درجہ کی بے باکی اور جرأت ہے۔ اگر نے الواقعہ ان بزرگوں پر شیطان کا تصرف تھا تو وہ اولیاء اللہ نہیں ٹھہرتے بلکہ معاذ اللہ اولیاء الشیطان قرار دیجئے۔ خدا فرماتا ہے کہ شیطان کا کوئی تصرف میرے بندوں پر نہیں لیکن جناب تیکش کا ارشاد ہے کہ نہیں اولیاء اللہ پر بھی شیطان کا تصرف ہوتا ہے۔ فرمائیے کس کی بات کو صحیح سمجھا جائے؟ کیا قرآن کے صریح ارشاد کے ہوتے ہوئے یہ ناپاک قول سند اس کے حوالے کر دینے کے قابل نہیں؟ یا کہئے کہ وہ اولیاء اللہ ہی نہیں تھے اس لئے عبادی کا لفظ ان پر صادق نہیں آتا۔ اور اس طرح امت محمدیہ کے تمام نیک بندوں کو اولیاء اللہ تو نہیں بلکہ معاذ اللہ اولیاء الشیطان قرار دے کر اپنی سعادتمندی کا ثبوت دیجئے۔ اور اگر نہیں تو کس طرح سے ایک ہی منہ سے انہیں اولیاء الرحمٰن بھی کہا جاتا ہے اور اسی منہ سے اولیاء الشیطان بھی قرار دیا جاتا ہے؟

جناب تیکش کے پیش کردہ حوالجات کی حقیقت

کہا جاتا ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایسا لکھا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ پر یہ ایک بہتان ہے کہ انہوں نے اولیاء اللہ کے اقوال کو شیطانی تصرف کا نتیجہ قرار دیا ہے۔ جناب تیکش نے جو حوالے اس بارہ میں پیش کئے ہیں ان کی مثال بالکل ایسی ہی ہے جیسے کہا جائے کہ قرآن نے لا تقربوا الصلوٰۃ کہہ کر نماز پڑھنے سے روکا ہے۔ اگر سیاق و سباق عبارت کو دیکھا جائے تو بات بالکل صاف ہو جاتی ہے۔ اور وہ مفہوم ہرگز پیدا نہیں ہو سکتا جو جناب تیکش نے پیدا کرنا چاہا ہے۔

پہلا حوالہ

مثلاً سب سے پہلا حوالہ جو دیا گیا ہے حسب ذیل ہے۔

مکتوب ۱۲۳ دفتر اول۔

"اگر کوئی یہ کہے کہ متقدمین مشائخ میں سے بعض کی عبارتوں میں بھی ایسے الفاظ واقع ہیں جن سے صریح طور پر توحید وجودی ثابت ہوتی ہے تو وہ اس بات پر محمول ہیں کہ ابتدا میں علم الیقین کے مقام میں ان سے اس قسم کے الفاظ سرزد ہوئے ہیں۔ اور آخر کار اللہ تعالیٰ اس مقام سے گذار کر عین الیقین تک لے گئے ہیں۔"

اس عبارت میں صاف طور پر متقدمین مشائخ کے ان الفاظ کو ...

جن سے توحید وجودی ثابت ہوتی ہے۔ ان کے نزدیک توحید وجودی کا عقیدہ اسلام میں کسی طرح جائز نہیں۔ لیکن اسی مکتوب میں مندرجہ بالا الفاظ سے پہلے نہایت صاف اور صریح لفظوں میں فرمایا ہے:۔

"پس اقوال بعضے از مشائخ کہ بظاہر بشریعت مخالف می نمایند و بہ توحید وجودی بعضے مردم آنہا را فرود می آرند مثل قول ابن منصور الحلاج انا الحق و بایزید البسطامی سبحانی و مثال اینہا اولی آنست کہ بتوحید شہودی فرود باید آورد و مخالفت را دور باید ساخت، ہرگاہ ماسوائے حق سبحانہ از نظر شان مختفی شد در غلبہ آنحال باین الفاظ تکلم فرمودند و غیر از حق سبحانہ اثبات نفرمودند و معنی انا الحق آنست کہ حق است نہ من، چوں خود را نمی بینند اثبات نمیکنند نہ آنکہ خود را می بینند و آنرا حق میگویند این خود کفر است اینجا کسے نگوید کہ اثبات ناکردن نفی میکشد و آں بعینہ توحید وجود نیست زیراکہ گویم کہ از عدم اثبات لازم نمی آید بلکہ درآں موطن غیر تست احکام تمام سا ساقط شدہ اند و در سبحانی نیز تنزیہ خود کہ او تمام از نظر مرتفع شدہ است حکمے بایں تعلق نمی گیرد"

توحید وجودی اور توحید شہودی

ان الفاظ میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے صاف طور پر بتا دیا ہے کہ ایسے اقوال کو جن سے بظاہر توحید وجودی ثابت ہوتی ہو تاویل کر کے انہیں توحید شہودی پر حمل کرنا چاہیے۔ یعنی یہ سمجھنا چاہیے کہ ان اقوال کا قائل اپنے آپ کو یا تمام مخلوق کو خدا نہیں کہتا بلکہ خدا کو دیکھتے ہوئے تمام دوسری چیزیں حتی کہ اس کا اپنا وجود بھی نفی کے حکم میں آجاتا ہے۔ اور انہیں سوائے ایک خدا کے کوئی چیز نظر نہیں آتی۔ منصور کے قول انا الحق کا یہی مطلب ہے۔ اور یہی مطلب بایزید بسطامی کے قول سبحانی ما اعظم شانی کا ہے۔ نہ تو منصور نے اپنے وجود کو حق کہا ہے۔ نہ بایزید نے اپنا تنزیہ کیا ہے بلکہ اپنا آپ بھلا کر خدا ہی خدا انہیں نظر آیا۔ اور اسی کی زبان بن کر انا الحق اور سبحانی کے کلمات ان کے منہ سے نکلے۔

اس میں کہیں بھی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ نہیں کہا کہ وہ شیطان کے قبضہ و تصرف میں تھے۔ کہیں یہ نہیں فرمایا کہ شیطان کے فریب میں آکر یہ باتیں ان کے منہ سے نکلیں اور انہوں نے بعد میں ندامت کے ساتھ گڑگڑا گڑگڑا کر معافی مانگی۔ بلکہ ان اقوال کی تاویل کر کے وحدت وجودی کے بجائے وحدت شہودی کی طرف انہیں لے گئے ہیں۔ ہاں اگر زیادہ سے زیادہ کچھ کہا ہے تو صرف اتنا کہ:۔

"مثال اینہا آنحال در مقام عین الیقین کہ مقام حیرت است راہ میدہند، و چوں ازیں مقام گذرانند بحق الیقین میرسانند ازاں امثال ایں کلمات تحاشی می نمایند و از حد اعتدال تجاوز نمی فرمایند"

یعنے اس قسم کی باتوں کو بعض لوگ عین الیقین کے مرتبہ پر جو مقام حیرت ہے راہ دیتے ہیں اور جب اس مقام سے انہیں گذار کر حق الیقین کے مرتبہ پر پہنچایا جاتا ہے۔ تو اس قسم کی باتوں سے پرہیز کرتے ہیں اور حد اعتدال سے تجاوز نہیں کرتے۔

کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ وہ شیطان کے تصرف میں ہوتے ہیں۔ خدا کا خوف کیجئے اور غور کر کے بتائیے کہ کیا اس میں شیطان کے تصرف کا اشارہ تک بھی پایا جاتا ہے۔ عین الیقین بھی ولایت ہی کا ایک مرتبہ ہے۔ اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے صاف بتا دیا ہے کہ اس مرتبہ پر پہنچکر چونکہ ایک ولی اللہ کو خدا کے سوا اور کوئی چیز نظر نہیں آتی

یا شک کہ وہ اپنا وجود بھی بھول جاتا ہے۔ اسلئے اس کے منہ سے انا الحق اور سبحانی ما اعظم شانی کے کلمات نکلتے ہیں۔ ان کلمات کو معاذ اللہ شیطانی قرار نہیں دیا۔ بلکہ ولایت ہی کے ایک مقام عین الیقین کا اثر ان کا نتیجہ قرار دیا ہے۔ جس سے بلند تر ایک اور مقام ہے۔ جہاں پہنچکر وہ حد اعتدال درجہ تبراور حقیقت اس قدر آشکارا ہوتی ہے کہ ایسے کلمات منہ سے نہیں نکلتے۔

حضرت مرزا صاحب کے بعض اقوال اور ان کی تشریحات

اور حضرت مرزا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ان اقوال کو اگر دیکھا جائے جن میں آپ نے بحالت خواب اپنے آپ کو ہو بہو خدا دیکھا ہے اور جن کو آپ کے دعوی الوہیت کے ثبوت میں پیش کیا جاتا ہے اور ان تشریحات کو اگر پڑھا جائے جو ایسے اقوال کی آپ نے کی ہیں۔ تو صاف نظر آتا ہے کہ آپ اس بلند تر مقام پر قائز ہیں جو عین الیقین سے گزر کر حق الیقین پر منتہی ہوتا ہے۔ کیونکہ آپ کے اس بیان میں نہ تو وہ حیرت پائی جاتی ہے جو ماسوی اللہ حتی کہ خود اپنے آپ کو بھی بھلانے کی موجب ہو بلکہ رأیتنی فی المنام کہکر اس بات کو واضح کر دیا کہ یہ ایک حالت خواب ہے اور پھر صاف طور پر یہ بھی بتا دیا ہے کہ اس کے معنے وہ نہیں جو کتب اصحاب وحدت وجود میں پائے جاتے ہیں۔ اور نہ حلولیوں کا مذہب اس سے مراد ہے۔ بلکہ یہ قرب نوافل والی حدیث کے مطابق ہے جس میں خدا تعالیٰ نے بتایا ہے کہ میں اپنے حبیب کے ہاتھ اور پاؤں بن جاتا ہوں یہ وہ تحاشی ہے جو حضرت مرزا صاحب نے اس قسم کے کلمات سے کیا جو عین الیقین کے مرتبہ پر منہ سے نکلتے ہیں اور وہ اعتدال کی راہ ہے جو حق الیقین کے بلند مرتبہ پر کاملین امت کو حاصل ہوتی ہے۔ جناب مسکین نے تو حضرت مرزا صاحب کو بایزید اور منصور کے مرتبہ سے بھی گرا ہوا ثابت کرنے کی کوشش کی ہے لیکن حضرت مجدد صاحب کے اس ایک ہی ارشاد سے یہ ثابت ہو گیا کہ آپ کا مقام بایزید بسطامی اور منصور الحلاج جیسے عین الیقین تک پہنچے ہوئے صوفیا سے بہت بلند ہے۔

دوسرا حوالہ

دوسرا حوالہ مکتوب ۲۰۰ کا دیا ہے۔ جس کے یہ الفاظ نقل کئے گئے ہیں:

"آپ کا گرامی قدر نوازش نامہ موصول ہوا جو کچھ از روئے کرم آپ نے لکھا ہے واضح ہوا۔ آپ نے لکھا ہے کہ شیخ عبد الکبیر یمنی نے کہا ہے کہ حق تعالیٰ عالم الغیب نہیں۔ میرے مخدوم فقیر کو اس قسم کی باتیں سننے کی تاب نہیں۔ بے اختیار میری فاروقی رگ جوش میں آجاتی ہے اور اس میں تاویل و توجیہ کی فرصت نہیں دیتی ایسی باتوں کا قائل شیخ کبیر یمنی ہو یا شیخ اکبر شامی مگر ہمیں تو محمد عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کلام درکار ہے نہ کہ محی الدین عربی اور صدر الدین قونیوی اور عبد الرزاق کاشی کی گفتگو۔ ہم کو نص سے کام ہے نہ فص سے۔ فتوحات مدنیہ یعنے احادیث نے ہم کو فتوحات مکیہ سے لا پروا کر دیا ہے"

ان الفاظ میں کس قول کی تردید ہے

ان الفاظ میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے کس بات کی تردید کی ہے؟ کیا ان اقوال کی جو اولیاء اللہ کے مونہوں سے فنا فی اللہ کے مقام پر نکلے؟ کیا حضرت بایزید بسطامی، حضرت جنید بغدادی، حضرت سید عبد القادر گیلانی رحمۃ اللہ علیہم کے ان کلمات کو جو ہماری طرف سے پیش کئے گئے۔ شیطانی تصرف کا نتیجہ قرار دیا گیا ہے؟ غور کیجئے حضرت مجدد صاحب تو شیخ عبد الکبیر یمنی نامی کسی شخص کے اس خیال کی تردید فرما رہے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ عالم الغیب نہیں اور یہ ہے اور یقینا ایسی بات ہے جو کسی صورت میں برداشت نہیں کیا جا سکتا۔ پھر معلوم نہیں جناب مسکین نے اس کو پیش کرنے میں کیا مصلحت سمجھی ہے۔ کیا وہ مرکب کہا تا ختم ہو اور تو بتا اولیاء اللہ

اور مشائخ عظام کے ان کلمات کا جن میں انہوں نے اپنے آپ کو اللہ اور رسول تک کہہ دیا ہے۔ لیکن تردید جو ہمارے سامنے پیش کی جاتی ہے وہ ان باتوں کی نہیں بلکہ کسی شخص کے اس قول کی تردید ہے کہ خدا تعالیٰ عالم الغیب نہیں۔ حالانکہ اگر اسی مکتوب میں چند سطریں آگے چل کر دیکھئے تو زیر بحث امر کے متعلق انہیں صاف طور پر یہ لکھا ہوا مل جاتا کہ:

"منصور اگر انا الحق گوید و بسطامی سبحانی معذور دارند مغلوب اند در غلبات احوال۔ اما این قسم کلام مبنی بر احوال نیست تعلق بعلم دارد۔۔۔۔ ہیچ تاویلے درین مقام مقبول نیست"

یعنے منصور اگر انا الحق کہتا اور بایزید بسطامی کے منہ سے سبحانی ما اعظم شانی کا کلمہ نکلتا ہے۔ تو وہ غلبہ احوال کی وجہ سے معذور اور مغلوب ہیں لیکن یہ کلام جس میں اللہ تعالیٰ کے عالم الغیب نہ ہونے کا ذکر ہے، غلبہ احوال پر مبنی نہیں بلکہ علم سے تعلق رکھتا ہے۔ ایسے موقعہ پر کوئی تاویل قابل قبول نہیں ہے۔"

جناب مسکین کی ایک خطرناک غلطی

اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اولیاء اللہ کا کلام جس کو جناب مسکین نے شیطانی تصرف کا نتیجہ قرار دیا ہے ہرگز قابل اعتراض نہیں بلکہ قابل تاویل ہے اور جو الفاظ جناب مسکین نے نقل کئے ہیں وہ اصل موضوع سے کوئی تعلق نہیں رکھتے اس لئے یہ کہنا غلط ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اولیاء اللہ کے کلمات شیطانی تصرف کا نتیجہ تھے جس سے انہوں نے بعد میں گڑگڑا کر معافی مانگی۔ وہ تو انہیں معذور سمجھتے اور ان کے اقوال کو غلبۂ احوال یعنے تصرف الٰہی کا نتیجہ قرار دیتے ہیں۔ اس کو شیطانی تصرف کہنا ایک خطرناک غلطی ہے جس سے جناب مسکین کو توبہ کرنا اور جناب الٰہی میں گڑگڑا کر معافی مانگنی چاہئے۔

تیسرا حوالہ

تیسرا حوالہ مکتوب نمبر ۲۲۰ دفتر اول کا دیا ہے جس کے یہ الفاظ نقل کئے ہیں:۔

"دوسرے یہ کہ وہ شخص جو اپنے آپ کو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے افضل جانے اس کا امر دو حال سے خالی نہیں۔ یا وہ زندیق محض ہے یا جاہل۔۔۔۔۔۔ مشائخ نے غلبہ سکر میں بہت نامناسب باتیں کہی ہیں چنانچہ شیخ بسطام فرماتے ہیں لوائی ارفع من لواء محمد میرا جھنڈا محمد کے جھنڈے سے بلند ہے۔ ایسی باتوں سے افضل ہونے کا گمان نہیں کر سکتے یہ عین زندقہ ہے"

ان فقرات میں جہاں تک حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا تعلق ہے وہ معرض بحث میں نہیں یا کم از کم اس سے ہمیں سر مو اختلاف نہیں، کیونکہ حضرت مرزا صاحب نے کہیں اپنے آپ کو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے افضل قرار نہیں دیا۔ رہے مشائخ عظام اور شیخ بسطام کے کلمات ان کو بھی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ظاہری معنوں کے لحاظ سے نامناسب کہا ہے ورنہ اس سے پیشتر ایسے کلمات کو وہ قابل تاویل اور ان کے قائل کو معذور قرار دے چکے ہیں اور یہاں بھی اس کو شیطانی تصرف کا نتیجہ قرار نہیں دیا۔ ہاں اس میں شک نہیں کہ ایسی باتوں سے ان کے حضرت صدیق سے افضل ہونے کا گمان کرنا عین زندقہ ہے۔ ہم خود اس کے قائل ہیں کہ شیخ بسطامی ہوں یا شیخ عبد القادر جیلانی یا خود ہمارے امام و مرشد حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی رحمۃ اللہ علیہم ان میں سے کسی کو بھی حضرت صدیق اکبر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے افضل

قرار دیا جا رہا ہے۔

اس حوالہ کو پیش کرنے کی غرض کیا ہے؟

پھر فرمائیے اعتراض کس بات پر ہے اور کس خیال سے جناب میکش نے یہ حوالہ نقل کیا ہے؟ کیا وہ دنیا کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ حضرت شیخ بسطامیؒ یا حضرت مرزا صاحبؒ تو حضرت صدیق اکبرؓ سے افضل سمجھتے ہیں اور اس لئے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ زندیق ہیں؟ کیا وہ اس ذریعہ سے عوام الناس کے جذبات کو برانگیختہ کر کے ہمیں ذلیل و رسوا کرنا چاہتے ہیں؟ وہ بے شک اس بارہ میں پورا زور لگالیں لیکن یاد رکھیں اولیاء اللہ پر شیطانی تصرف کا الزام ایک ایسا کلنگ کا ٹیکہ ہے جو ان کی پیشانی سے کبھی مٹ نہیں سکتا اور من عادلی ولیا فقد اٰذنتہ للحرب کا وعید یقیناً ان کی ذلت و رسوائی کا موجب ہوگا۔ بشرطیکہ وہ اس سے تائب ہو کر جناب الٰہی میں گڑگڑا کر معافی نہ مانگیں۔

چوتھا حوالہ

چوتھا حوالہ مکتوب نمبر ۲۲۰ دفتر اول کا ہے۔ جس کو غلطی سے مکتوب نمبر ۲۰۲ لکھا گیا ہے۔ اس مکتوب کے حسب ذیل الفاظ جناب میکش نے نقل کئے ہیں:۔

" بایزید باوجود اس بزرگی کے شہود و مشاہدہ سے آگے نہیں بڑھے اور سبحانی ما اعظم شانی کے تنگ کوچہ سے باہر قدم نہیں نکالا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ معلوم ہوتا ہے کہ آخر حال میں بایزید رحمۃ اللہ علیہ کو اس نقص پر اطلاع بخشی گئی کہ موت کے وقت اس طرح کہتے تھے " ما ذکرتک الا عن غفلۃ ولا خدمتک الا عن فترۃ یعنی میں نے تجھے یاد نہیں کیا مگر غفلت سے اور میں نے تیری خدمت نہیں کی مگر سستی سے۔ انہوں نے اپنے حضور کو غفلت جانا کیونکہ وہ حق تعالیٰ کا حضور نہ تھا۔ بلکہ اظلال میں سے ایک ظل کا حضور اور اس کے ظہورات میں سے ایک ظہور تھا۔ پس ناچار حق تعالیٰ سے غافل رہے"۔

ان الفاظ میں بھی حضرت مجدد الف ثانیؒ نے ہرگز یہ نہیں فرمایا کہ بایزیدؒ نے سبحانی ما اعظم شانی شیطان کے تصرف کے ماتحت کہا بلکہ ان کی بزرگی کو تسلیم کرتے ہوئے یہ بتایا ہے کہ وہ شہود و مشاہدہ سے آگے نہیں بڑھے۔ یعنی سلوک کی ابتدائی منازل سے آگے نہیں بڑھے۔

جناب میکش کی اختراع

کون عقلمند اس کو شیطان کا تصرف قرار دے سکتا ہے اور کہاں ان کے توبہ کرنے اور جناب باری میں گڑگڑا کر معافی مانگنے کا اس میں ذکر ہے۔ ما ذکرتک الا عن غفلۃ وما خدمتک الا عن فترۃ میں کسی ایسے کلمہ سے رجوع کا ذکر نہیں بلکہ جیسا کہ ہر عارف انسان کی زندگی میں ہمیں نظر آتا ہے عرفان الٰہی کے مقام پر وہ اپنی تمام خدمات اور طاعتوں کو ناقص اور غفلت پر مبنی سمجھتے ہیں۔ چنانچہ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں " عاکفان کعبہ جلالش بتقصیر عبادت معترف کہ ما عبدناک حق عبادتک و واصفان حلیہ جمالش بتحیر منسوب کہ ما عرفناک حق معرفتک " یہی بات خود حضرت مجدد صاحب نے اپنے مکتوب نمبر ۱۲۲ دفتر سوم میں لکھی ہے کہ " ہرگاہ انبیاء علیہم الصلوۃ والتسلیمات در معرفت حق کبریا عاجز آمدند و ملائکہ کرام علی نبینا وعلیہم الصلوۃ والتسلیمات گویند سبحانک ما عرفناک حق معرفتک وصدیق اکبر گوید عیسی عجز از ادراک است ادراک اعتراف بالعجز نمایند،

دیگر ۔ کہ را مجال بود کہ دم از معرفت زند"۔ اس لئے بایزیدؒ کے مذکورہ بالا کلمات کو ان کے کسی رجوع یا شیطانی تصرف سے نکلنے کا نتیجہ قرار دینا جناب میکش ہی کی اختراع ہے۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ ان کے سابق حالت کو بھی بزرگی پر محمول کرتے اور اسی مکتوب میں مندرجہ بالا الفاظ سے پہلے صاف طور پر لکھتے ہیں:۔

" بعضے گویند لیس فی جبتی سوی اللہ وبعضے ندائے سبحانی زنند ۔ وبعضے لیس فی الدار غیرہ ندا در دہند این ہمہ گلہا است کہ از شاخ یک بینی می شگفد ہیچکدام را دلالت بر وحدت وجود نیست"

یعنی بعض صوفیاء نے کہا ہے کہ میرے جبہ میں سوائے خدا کے اور کوئی نہیں۔ بعض نے سبحانی ما اعظم شانی کی ندا بلند کی ہے اور بعض نے فرمایا ہے کہ گھر میں سوائے خدا کے اور کوئی نہیں۔ یہ سب پھول ہیں جو ایک ہی شاخ میں سے کھلے ہیں۔ ان میں سے کسی کو بھی وحدت وجود پر دلالت نہیں کیا جا سکتا۔

اس سے بڑھ کر اور کیا صفائی ہوگی۔ کیا اب بھی یہ کہنا صحیح ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایسے کلمات کو شیطانی تصرف کا نتیجہ قرار دیا ہے؟ کاش کچھ خوف خدا سے کام لے کر بات کی جاتی۔ حضرت مجدد صاحبؒ کے ان الفاظ سے تو زیادہ سے زیادہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت بایزید بسطامیؒ سیر و سلوک کی بلند ترین اور انتہائی منازل پر پہنچے ہوئے نہ تھے اس کو شیطانی تصرف قرار دینا جناب میکش کا ہی کام ہے کسی خدا ترس اور نصفت شعار انسان کا کام نہیں۔

پانچواں حوالہ

اس کے بعد مکتوب نمبر ۲۹۳ دفتر اول کے حسب ذیل الفاظ نقل کئے ہیں:۔

" اور یہ جو شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے فرمایا ہے قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ (میرا قدم تمام ولیوں کی گردن پر ہے۔) عوارف المعارف والا جو شیخ ابوالنجیب سہروردی اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے مریدوں اور مصاحبوں سے ہے، کا مرید اور تربیت یافتہ ہے اس کلمہ کو ان کلمات سے بیان کرتا ہے جو عجب اور خود بینی پر مشتمل ہیں۔ جو ابتدائے احوال میں بقیہ سکر کے باعث مشائخ سے سرزد ہوتے ہیں"۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ کا اپنا ارشاد

یہ تو حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے صاحب عوارف المعارف کی رائے نقل کی ہے اس کے بعد خود حضرت ممدوح نے جو کچھ لکھا ہے اس کو جناب میکش نے کیوں نقل نہ کیا؟ کیا حضرت مجدد الف ثانیؒ کے یہ الفاظ قابل استناد نہیں۔ یا انہیں بھی معاذ اللہ شیطانی تصرفات کا نتیجہ قرار دیا جائے گا؟

" و در نفحات از شیخ حماد دباس کہ از شیوخ حضرت شیخ است نقل کردہ است کہ او بطریق فراست فرمودہ کہ این عجمی را قدمیست کہ در وقت خود بر گردن ہمہ اولیاء خواہد بود و ہر آئینہ مامور شود بآنکہ بگوید قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ و ہر آئینہ آنرا بگوید ہمہ اولیاء گردن بنہند بر تقدیر حضرت شیخ درین کلام محق اند این کلام خواہ از بقایائے سکر از ایشان سرزدہ باشد وخواہ ماعید باشند ما اظہار این کلام چہ قدم ایشان بر گردنہائے جمیع اولیائے آن وقت بودہ است و جمیع اولیائے آن وقت زیر قدم ایشان بودہ اند۔ لیکن باید دانست کہ این حکم مخصوص باولیائے آن وقت

است اولیائے ما تقدم وما تاخر ازین حکم خارج اند چنانکہ از کلام شیخ حماد معلوم میشود کہ قدم او در وقت وے بر گردن ہمہ اولیاء خواہد بود ونیز غوث وقت او بودہ است۔ حضرت شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ بزیارت او رفتہ بودند کہ آن غوث بطریق فراست در حق شیخ گفتہ کہ می بینم ترا در بغداد کہ بر منبر برآمدہ وگوئی قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ وی بینم اولیائے وقت ترا کہ ہمہ گردنہائے خود را پست کردہ اند ۔ ۔ ۔ بالجملہ حضرت شیخ عبدالقادر را در ولایت شان عظیم است ودرجہ علیا است"۔

جناب میکش کا افسوسناک دھوکا

میں حیران ہوں کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے ان الفاظ کو جناب میکش نے کیوں چھوڑ دیا اور محض صاحب عوارف المعارف کا قول آپ کے مکتوب سے نقل کر کے آپ کی طرف منسوب کر دیا۔ کہاں حضرت مجدد صاحب نے صاحب عوارف المعارف کے ساتھ اس بات میں اتفاق کیا ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فرمان کہ قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ عجب پر مبنی ہے؟ کہاں آپ نے یہ فرمایا ہے کہ یہ کلام شیطانی تصرفات کا نتیجہ ہے؟ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ تو وہ بزرگ ہیں کہ انہوں نے خود لکھا ہے کہ ایک دفعہ وہ رات کو نماز پڑھ رہے تھے تو انہوں نے دیکھا کہ گویا ایک بڑا شاندار تخت آسمان سے اترا ہے جس پر ایک بڑا جاہ و جلال والا شخص نہایت شان و تمکنت کے ساتھ بیٹھا ہے اس نے آواز دی اے عبدالقادر تجھے نمازیں معاف کر دی گئیں انہوں نے اسی وقت پہچان لیا کہ یہ آواز دینے والا کون ہے اور فرمایا اے شیطان دور ہو جو چیز محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معاف نہ ہوئی وہ مجھے کیسے معاف ہو سکتی ہے۔ اتنا کہنا تھا کہ وہ تخت وغیرہ سب کچھ غائب ہو گیا جس شخص کی بصیرت یہاں تک پہنچی ہوئی ہو کہ شیطان کو فوراً پہچان لے۔ کیا اس پر شیطان کا کبھی تصرف ہو سکتا ہے؟

حضرت مجددؒ پر افسوسناک الزام

یہی وجہ ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے صاحب عوارف المعارف کا قول نقل کرنے کے باوجود اس کی تائید نہیں کی بلکہ آپ کی شان بلند اور درجہ علیا کا اعتراف کرتے ہوئے آپ کے قول کو صحیح قرار دیا۔ کہ آپ کا قدم آپ کے زمانہ کے اولیاء کی گردنوں پر تھا۔ جس کی بشارت اس وقت کے اولیاء نے پیشتر سے دے رکھی تھی۔ صاحب عوارف المعارف کے قول کے متعلق حضرت مجدد صاحب نے دوسری جگہ یہ بھی لکھا ہے کہ " صاحب عوارف قدس سرہ نے قول قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ جو شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ سے صادر ہوا ہے سکر کی حالت پر محمول کیا ہے اس کی مراد اس قول کا قصور نہیں جیسے کہ بعض نے وہم کیا ہے بلکہ مین دولت و تعریف اور واقعہ کا بیان کیا ہے"۔ (مکتوب ۱۲۱ دفتر سوم) تعجب ہے جناب میکش نے ان الفاظ کو کیوں نقل نہ کیا۔ اور چند متشابہ الفاظ پیش کر کے حضرت مجدد صاحبؒ پر یہ الزام دے دیا کہ انہوں نے حضرت شیخ قدس سرہ کے قول کو عجب پر مبنی قرار دیا ہے۔ حالانکہ یہ ان کے الفاظ نہیں بلکہ انہوں نے صاف طور پر فرمایا ہے کہ " بہر تقدیر حضرت شیخ بایں کلام محق اند" یعنی بہرصورت حضرت شیخ اس کلام میں حق پر ہیں"۔ ان صاف و صریح الفاظ کو چھوڑ کر حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ پر عجب خود پسندی کا الزام دینا کسی حق پرست اور خدا ترس انسان کا کام نہیں۔

(باقی آئندہ)

راجکماری کا قبول اسلام

اسلام دنیا کا واحد مکمل مذہب ہے

کلکتہ کی مشہور نومسلم خاتون محترمہ جاوید بانو بیگم صاحبہ کا ذکر اس سے قبل متعدد بار اخبارات میں آچکا ہے۔ آپ بنگال کے ایک ہندو راجہ کی صاحبزادی ہیں۔ اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں۔ کچھ عرصہ ہوا آپ نے کامل تحقیق کے بعد اسلام قبول کیا۔ اور اس سلسلہ میں بہت سی تکلیفیں برداشت کیں۔ گزشتہ ماہ آپ کا ایک مضمون معزز معاصر "لائٹ" میں شائع ہوا تھا۔ جس میں انہوں نے مختصر طور پر اپنے قبول اسلام کی سرگزشت بیان کی تھی۔ اس مضمون کا ترجمہ ہمارے دوست **چودھری محمد حیات صاحب** نومسلم بانی سکول لاہور نے کیا ہے۔ جو شکریہ کے ساتھ درج اخبار کیا جاتا ہے۔ (ایڈیٹر)

برادران و ہمشیرگان اسلام۔

میں ایک نومسلمہ ہوں۔ میں ایک سچے اور عالمگیر مذہب اسلام کو پاکر بہت ہی خوش ہوئی ہوں۔ میرا دل حقیقی روشنی سے لبریز ہے۔ اور میری دلی آرزو ہے کہ میں ہر اس انسان تک جس تک میری رسائی ہو سکے آنحضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے اعلیٰ اخلاق اور اعلیٰ تعلیمات کا ذکر کروں۔

شاید آپ میرے تجربات کا مختصر خلاصہ جو مجھے تحقیقات مذہب کے سلسلہ میں پیش آئے سنکر مسرور ہونگے۔ میں ہندو والدین کے گھر پیدا ہوئی لیکن ہماری پرورش بالکل عیسائی اثر کے ماتحت ہوئی اور دراصل ہمیں ہندو مذہب کی مطلقاً کوئی واقفیت نہ تھی جس میں کہ ہم پیدا ہوئے۔

میں نے سنہ ۱۹۲۴ء میں مذہب اور فلسفہ کا وسیع طور پر مطالعہ شروع کیا۔ میں ان کا مطالعہ ایک عالم اور فاضل بننے کے لئے نہ کرتی تھی بلکہ تحقیقات مذاہب میرا منشا تھا۔ میرے دل میں خداوند تعالیٰ کی ایک مخلص اور صادق انسان کی طرح عبادت کرنے کی تڑپ پیدا ہوئی تھی۔ میں نے بدھ مذہب کو سمجھنے کی کوشش کی۔ لیکن ناکامی کا سامنا کرنا پڑا۔ عیسائیت جو سمجھنے میں نہایت سیدھی سادی معلوم ہوئی اس کی طرف رجوع کیا۔ اور میں نے جلد ہی عیسائی پادریوں سے تعارف پیدا کر لیا۔ تاہم مجھے کوئی ایسا راستہ نہ ملا جس سے میں دور حاضرہ میں احکام عیسائیت کی ایک مخلص اور صادق متبع بن جاؤں گو بڑے بڑے دلائل و براہین پیش کئے جاتے تھے لیکن میں عیسائی گرجوں کی لا تعداد فرقہ بندیوں میں ذاتی اغراض اور شخصی مطلب برآری کے سوا اور کچھ نہ دیکھ سکی۔ اور بالکل ناامید ہو کر دوبارہ ہندو مذہب میں چلی گئی۔ کیونکہ ویدوں کا فلسفہ ایک ایسے قلب کے لئے جو مذاہب کی کمزوریوں سے مضطرب اور متنفر ہو چکا ہو ایک کافی روحانی سہارا تھا۔ لیکن ویدوں کا فلسفہ بھلا ہندوؤں کے لئے کیسے مفید ہو سکتی ہے۔ کیونکہ جہاں تک عملی زندگی اور حقایق کا سوال ہے۔ ہندو منو جی مہاراج کے زمانہ سے لیکر آج تک ویدانت سے اتنے ہی دور ہیں جیسے وہ مریخی مخلوق سے دور ہیں جس کا چاند میں ہونا عام طور سے مانا جاتا ہے۔ ویدوں کی پیروی کے لئے ایک ہندو پر لازم ہے کہ یا تو وہ موجودہ ہندو مذہب سے کنارہ کش ہو جائے یا تمدنی مصلحین کی ان بے شمار فرقہ بندیوں میں ایک اور فرقہ کا اضافہ کرے جس کے اندر زمانہ حال میں ہندو مذہب ڈوبا جا رہا ہے۔

غیر ہندوؤں کی قابل [illegible] بڑی بڑی خامیاں اور نقائص ہر روز ظہور پذیر ہوتے [illegible] دوسرے مذاہب کے پیرو تبصرہ نہیں کرتے بلکہ ہندو خود ان کو آشکار کرتے ہیں۔ کیوں گاندھی مہاراج [illegible] اپنی زندگی کو خطرہ میں ڈالتے ہیں؟ کیوں [illegible] جن کے ذریعہ [illegible] قرار دیا گیا؟ کیوں [illegible] ہم سبق کو بھلا دیا گیا؟ کیوں تمام تمدنی اصلاحات کو مجالس قوانین ساز کے ذریعہ دائرہ عمل میں لایا جاتا ہے؟ اس مذہب کا فائدہ ہی کیا ہے اگر وہ دماغی نشو و نما اور تمدنی اصلاحات کو دوسری تمام برائیوں سے محفوظ رکھنے سے عاجز ہے کیوں مذہبی اصولوں کے برعکس انسانی عمل کو لایا جاتا ہے؟

مندرجہ بالا سطور سے آپ کچھ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ مجھے ایک سچے مذہب اسلام کو معلوم کرنے میں کس قدر خوشی حاصل ہوئی۔ کیونکہ اسلام کے علاوہ اور کوئی مذہب دنیا میں ایسا نہیں ہے جس کے عقائد کو اس کے پیرو ایمانداری اور دیانتداری کے ساتھ صحیح تسلیم کرتے ہوں۔ آخرکار میں نے صداقت و سچائی کو پالیا ہے اور میں بہت ہی خوش ہوں۔ کیا ہم آج کسی ایسے مذہبی یا تمدنی اصلاح کے درپے ہیں جس کی تائید قرآن پاک سے نہیں ہو سکتی؟ کیا ہمارے آقائے نامدار محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم تمام روحانی رہنماؤں میں ایک ایسی شخصیت نہیں جنہوں نے آزادی، مساوات۔ اور برادری کے زریں اصول بتائے ہیں۔ جن سے ہم صراط مستقیم پر چل کر نجات حاصل کر سکتے ہیں؟ صرف اسلام ہی دنیا میں ایک ایسا مذہب ہے جو کہ روزمرہ کی زندگی میں ہمارا سچا رہنما ہو سکتا ہے۔ کیا دنیا میں سوائے اسلام کے کوئی ایسا مذہب ہے جس میں خدا کا نام اپنی ملکی زبان میں نہیں؟ لیکن اللہ کا لفظ تمام مسلمانوں کے لئے خواہ وہ چینی ہوں یا ہندوستانی یکساں ہے السلام علیکم تمام مسلمانوں کو بھائی بھائی ہونے کا سبق دیتا ہے۔ خواہ وہ کسی قومیت اور ملک کے رہنے والے ہوں اور خواہ ان کی کوئی زبان ہو۔ یہ نہایت سیدھی سادی مثالیں ہیں۔ لیکن بہت ہی گہرا اثر رکھتی ہیں۔ جبکہ ان کے اصولوں کو اچھی طرح سے سمجھا جائے۔

کیا دنیا میں کسی مذہب کی الہامی کتاب اپنی فراخدلی اور وسعت پر ناز کر سکتی ہے۔ سوائے ہمارے قرآن مجید کے جس میں کہ ہر ایک مسلمان کو کہا گیا کہ ان کے لئے تمام پیغمبروں پر ایمان لانا ضروری ہے۔

صرف اسلام ہی انصاف انسانیت اور آزادی کا مکمل مذہب ہے جس کی مثال کوئی اور مذہب پیش نہیں کر سکتا۔ ہم کو اسلامی اصولوں کے ماتحت جائز اور ناجائز ہونے کے لئے کونسل اور مجلس قوانین کے دروازے کھٹکھٹانے کی چنداں ضرورت نہیں۔ وہ تمام قوانین جو کہ اب سے ۱۳۰۰ سال قبل ہم مسلمانوں کے لئے اتارے گئے تھے وہ آج بھی ویسے ہی مفید ہونے کی طاقت اپنے اندر رکھتے ہیں۔ جیسا کہ اس زمانہ میں رکھتے تھے۔ آج کل مذاہب دنیا جس مقصد کو اپنا نصب العین بنا کر اخلاقی، تمدنی، معاشرتی فوائد کے لئے سرگرداں ہیں وہ تمام فوائد مسلمانوں کے لئے جب سے قرآن مجید کا نزول ہوا موجود تھے۔

میرے لئے یہ بالکل ناممکن تھا کہ میں کسی اور مذہب میں رہتی جو کہ ہماری موجودہ اور روزمرہ کی زندگی کے اصولوں سے کوسوں دور ہے میں کس طرح ایک سچی ہندو یا عیسائی ہو سکتی تھی جبکہ انسانی احکام اور تہذیب خود ان مذاہب کی تعلیم کے بالکل مخالف کھڑا کرتے۔ اگر کوئی مذہب ہم کو روزمرہ کی زندگی میں تسکین نہیں دلا سکتا۔ تو کیوں ایسے مذہب کو مذہب کے نام سے موسوم کیا جائے۔ یقیناً ایسے تمام مذاہب نامکمل ہیں۔ اور اگر ان میں ذرہ بھر بھی صداقت موجود ہے تو وہ بھی مفقود ہوتی جاتی ہے۔ میں نے اس کو محسوس کیا اور اس پر غور کیا تو میرے لئے اسلام کو قبول کرنا ضروری ہو گیا۔ کیونکہ میں نے اس میں تمام صداقتیں پائیں۔ اسلام میں وہ ہر ایک بات پائی جاتی ہے جس کے لئے دوسرے تمام مذاہب کے پیرو پیاسے ہیں۔ اور ان کو کوئی سہارا نہیں ملتا۔ جو کچھ وہ کرتے ہیں اور جو کچھ وہ معلوم کرتے ہیں یقین واثق سے کہتی ہوں کہ وہ ان کی اصلاح اور خوشی کا موجب نہیں ہو سکتا۔ سوائے اسلام کے۔ جو سچی خدا کی محبت اور حقانیت پر مبنی ہے۔ اسلام کو کسی اور اصلاح کی ضرورت نہیں۔ اسلام اپنا بنیادی اصول وحدانیت، حقانیت اور مساوات پر بڑی شان و شوکت سے کھڑا ہوا ہے۔

(چودھری محمد حیات)

ضرورت ملازمین

(۱) ہندوستان کی ملیریا سروے کے لئے ایک انٹومالوجسٹ کی ضرورت ہے جو اپنے کام کا خوب ماہر ہو۔ تنخواہ ۱۰۰۰-۳۵-۶۵۰-۲۵-۳۲۵ معہ بیگم الاؤنس با منظور شدہ محکمہ۔ شروع تنخواہ امیدوار کی عمر اور لیاقت کے مطابق مقرر ہوگی۔ درخواستوں کے فارم ذیل کے پتہ سے منگوا لئے جائیں۔ سکرٹری گورننگ باڈی انڈین ریسرچ فنڈ ایسوسی ایشن امپیریل سکرٹریٹ ساؤتھ بلاک نئی دہلی۔ درخواستیں پُر کر کے ۲۰ اپریل تک پہنچنی چاہئیں۔

(۲) سنٹرل جیل پریس لاہور کے لئے ایک ورکس منیجر کی ضرورت ہے جو لیتھو چھاپے کا عملی کام جانتا ہو۔ پانچ سال کی میعاد ملازمت ہوگی۔ تنخواہ ۵۰۰ روپیہ ماہوار پچاس روپیہ سالانہ ترقی اور آخری گریڈ ۷۵۰ روپیہ ماہوار معہ ایکصد روپیہ مکان کا الاؤنس۔ منتخب شدہ امیدوار کو چھ ماہ کے لئے آزمائشی طور پر لگایا جائے گا۔ عرضی کے فارم سپرنٹنڈنٹ گورنمنٹ پرنٹنگ پریس پنجاب لاہور سے ملسکتے ہیں جن کو پُر کرکے ۱۵ اپریل تک مسٹر جی۔ ٹائی سن سپرنٹنڈنٹ گورنمنٹ پرنٹنگ پریس پنجاب لاہور کے نام بھیجدیا جائے۔

(۳) سول سرجن کیمبلپور کا ایک ریلیونگ میڈیکل افسر کی دیہاتی ڈسپنسریوں کے لئے ضرورت ہے۔ تنخواہ ۷۰-۴-۱۳۰-۱۵۰-۱۷۵ روپیہ ماہوار۔ فوراً درخواستیں بھیجی جائیں

(۴) مسٹر الیف۔ اے خان اگزیکٹو افسر لدھیانہ میونسپلٹی کو ایک سند یافتہ سینیٹری انسپکٹر کی ضرورت ہے۔ تنخواہ ۵۰-۴-۹۰ معہ ۵ روپے بائیسکل الاؤنس۔ درخواستیں معہ نقول سندات جلد پہنچنی چاہئیں۔

(محمد منظور الٰہی)

(آنریری جنرل سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور)

چودھویں صدی کے وہابی علماء کا نمونہ

(از جناب خانصاحب چودھری محمد منظور الٰہی صاحب)

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے تنظیمی وہابیوں کے جلسہ امرتسر کے خلاف ۹ مارچ کے اہلحدیث میں لکھا تھا۔ کہ "یہ جلسہ بغیر تکمیل معاہدہ بٹالہ کے کرنا حرام ہے اور اسکے کرنے والے گنہگار رہیں" لیکن ناظرین یہ معلوم کرکے حیران ہونگے کہ خود مولوی صاحب موصوف اس جلسہ میں شامل ہو کر حرام کام میں شریک ہو کر گنہگار بنے۔ ایسے مولویوں کے فتوں اور ان کی راہ پر چلنے والے سولے اپنے ایمانوں کو غارت کرنے کے اور کیا کر رہے ہیں؟ جب وہابی مولوی کو دیکھو وہ عجیب ہی بے ڈھنگی چال چلتا ہے یہ تو امرتسری وہابی کے فتووں کا حال ہے اب ذرا سوہدرہ کے وہابی کی دماغی کیفیت ملاحظہ کیجئے وہ ۲۴ مارچ ۔ یکم اپریل کے پرچہ میں مولوی محمد فضل چنگوی کی اس عبارت پر کہ "مسیح موعود اور مسیحکے الہامات میں جہاں نبی اور رسول کا لفظ ہے وہ از روئے لغت کے ہے۔ وہ شرعی اصطلاح نہیں ہے۔ یہی ظلی نبوت دوسرا لفظ ہے جو برائے نام ہے۔ یہ ظل حق معدوم کا ہے" لکھتا ہے "گویا فضل صاحب اپنی نبوت اور مرزا صاحب کی نبوت انگوٹھی کے چھینے بیٹے قرار دے رہے ہیں" آگے لکھتا ہے "پیغامی کس قدر احمق واقع ہوئے ہیں کہ اس مضمون کو اسی نے اپنے اخبار میں چھاپ رہے ہیں کہ اس میں خلیفہ قادیان کو چیلنج دیا گیا ہے حالانکہ اگر بنظر غائر دیکھا جائے تو اس میں مرزا صاحب کے پاؤں پر بھی کلہاڑا مارا گیا ہے" اب فرمائیے کس کس وہابی مولوی کی عقل و ایمان کا ماتم کیا جائے جن لوگوں کو شرعی اصطلاح اور لغت کے معانی کا فرق بھی معلوم نہیں وہ وہابیوں کے لیڈر بنے پھرتے ہیں۔ حالانکہ احادیث اور شریعت میں جہاں رسول اللہ صلعم کے لئے یہ لفظ لغوی معنوں میں استعمال ہوا ہے اور دوسرا اصطلاح اسلام میں۔ اب فرمائیے یہ وہابی احمق ہے یا ہم۔ مولوی محمد فضل صاحب لکھتے ہیں "مسیح موعود اور مسیح کے الہامات میں لفظ نبی و رسول کا استعمال لغوی معنوں میں ہوا ہے۔ ظاہر ہے کہ جس طرح حضرت نبی کریم کے بعد ہر رسول کا لفظ لغوی معنوں میں مستعمل ہونے پر وہ رسالت اسلامی کا مدعی نہیں کہلا سکتا۔ اسی طرح لغوی معنوں کے لحاظ سے اگر خدا کسی ولی کو رسول یا نبی کہدے تو وہ اصطلاح اسلامی کا نبی نہیں بن سکتا۔ ایسے اولیاء اللہ کی طرف دعوی نبوت منسوب کرنا یا تو مغلوب پرستوں یا مجنونوں کا کام ہو سکتا ہے۔ اور یا نادانوں کا۔ پھر جب بادشاہ عادل ہر جب احادیث ظل اللہ کہلائے اگر خدا ہونے کا مدعی نہیں تو ظلی نبی کہلا کر کوئی ولی کس طرح نبی ہونے کا مدعی بن سکتا ہے۔" یہ تحریر حضرت مسیح موعود کے پاؤں پر کلہاڑا نہیں بلکہ وہابیت اور غلو کے سر پر کلہاڑا ہے تاکہ ان کی حماقت دور ہو۔ اور ان کو اصطلاح اسلامی اور لغوی معنوں کا فرق سمجھ میں آجائے۔

بخاری میں [illegible] وہابی پڑھتے ہیں لم یبق من النبوۃ الا المبشرات قالوا وما المبشرات قال الرؤیا الصالحۃ

اور دوسری: [illegible] النبی صلعم قال الرؤیا المومن جزء من ستۃ واربعین جزءا من النبوۃ — یعنی جزوی نبوت ہے جو غیر انبیاء کو بھی ملتا ہے [illegible] کو رسول یا نبی یا رسول کہا گیا تو وہ لغوی معنوں میں [illegible] اصطلاح اسلام میں۔

میرٹھ کے میلہ نوچندی میں اشاعت اسلام

میرٹھ میں ہر سال مارچ کے مہینہ میں نوچندی کا میلہ سرکاری انتظام کے ماتحت بڑی دھوم سے شہر کے باہر ہوتا ہے جس میں تمام صوبہ یوپی اور دوسرے صوبوں سے لوگ بکثرت آتے ہیں۔ میں فروری کے آخری ہفتہ میں میرٹھ آریہ سماج سے ایک مناظرہ کے موقعہ پر گیا ہوا تھا۔ جس میں خدا تعالیٰ نے ہمیں نمایاں کامیابی عطا کی ہمارے قادیانی بھائیوں نے تو مجھے کافر و مرتد کہکر پہلے ہی اپنے ہاں ٹھہرانے سے انکار کر دیا تھا۔ اس لئے میں آریہ سماج کے زیر اہتمام ایک مکان میں انہیں کے مہمان کی حیثیت سے ٹھہرا ہوا تھا۔ لیکن بہت سے غیر احمدی مسلمان بھائیوں کی محبت نے مجھے وہاں رہنے نہ دیا اور ایک صوفی صاحب جن کا اسم گرامی مشتاق الٰہی نقشبندی مجددی احمدی ہے اپنے مکان پر مجھے لے گئے اور بڑی خاطر مدارات سے رکھا اور انہوں نے مجھ سے نوچندی کے موقعہ پر اشاعت اسلام کیمپ لگانے کے لئے کہا بشرطیکہ مبلغین کا میں خود انتظام کروں انہوں نے یہ بھی کہا کہ خرچ جس قدر ہوگا وہ چندہ سے پورا کر دیا جائیگا میں نے یہ سمجھ کر کہ جبکہ لاکھوں انسانوں میں تبلیغ اسلام کا موقع ہے اگر اپنے پاس سے بھی خرچ کرنا پڑے تو کونسی بڑی بات ہے۔ صوفی صاحب کی تجویز کو منظور کر لیا۔ اور نوچندی میں

اشاعت اسلام کیمپ

لگا دیا گیا۔ چونکہ ہمارے متعلق "اپنوں" اور بیگانوں نے یہ مشہور کر دیا کہ یہ تو چندے کا دھندا ہے وغیرہ وغیرہ۔ اس لئے ہم نے اعلان کر دیا کہ ہم کسی سے ایک پیسہ بھی چندہ نہیں لیتے۔ کوئی صاحب ہمارے کسی آدمی کو اس خالص اسلامی کیمپ کے لئے چندہ نہ دیں۔ گو ہمیں اس سے تکلیف ضرور ہوئی۔ کیونکہ خرچ خلاف امید (اسّی) روپے سے کچھ زائد ہو گیا۔ مگر خدا کا شکر ہے کہ اس موقعہ پر تبلیغ اسلام خوب ہوئی۔ آریوں اور سکھوں سے چوبیس متواتر مناظرے ہوتے رہے اور ہمارے تبلیغی لیکچر بھی ہوتے۔ مولانا عصمت اللہ صاحب اور مولانا عبد الحق صاحب ودیارتھی بھی تشریف لائے اور میں کہہ سکتا ہوں کہ مولانا عبد الحق صاحب ودیارتھی اگر چہ روزانہ کئی کئی تقریریں کرتے تو لوگ ان کا پیچھا نہ چھوڑتے کیونکہ ان کی تقریر نہایت دلچسپ ہوتی تھی۔ مولانا عصمت اللہ صاحب کی تقریر بھی دلپذیر تھی۔

ہمارے کیمپ کے ناظم صوفی صاحب کو ہماری وجہ سے لوگوں کی سخت باتیں سننی پڑیں۔ مگر انہوں نے وفاداری سے ہمارا پورا ساتھ دیا۔ ایک ملاں نے شرارت سے کفر کا فتویٰ نہ صرف ہم پر لگایا بلکہ کہا کہ جو ان احمدیوں کو مسلمان سمجھتے ہیں وہ بھی کافر ہیں مگر اس کو کسی نے پوچھا بھی نہیں کہ تم کون ہو۔ مسلمانوں نے صاف کہہ دیا کہ ہم تو کسی کلمہ گو کو بھی کافر نہیں کہتے۔ ہمارے نزدیک احمدی مسلمان ہیں۔ اور خادمان اسلام ہیں۔ انہیں کافر کہنا سخت ظلم ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ وقت آگیا ہے جسکے متعلق حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہے کہ

وہ گھڑی آتی ہے جب عیسیٰ پکاریں گے مجھے
اب تو تھوڑے رہ گئے دجال کہلانے کے دن

کاش قادیانی جماعت کی طرف سے بھی حضرت مسیح موعود کو صحیح رنگ میں پیش کیا جاتا جیسا کہ میاں صاحب کی خلافت سے پہلے ہوتا رہا تھا تو آج احمدیت دنیا کے گوشہ گوشہ میں داخل ہو چکی ہوتی۔

میرٹھ میں احمدی جماعت

خدا کا شکر ہے کہ میرٹھ میں بعض سعید طبع ہمدردان اسلام میں سے کچھ لوگوں نے ہمارا پورا ساتھ دینے کا تہیہ کر لیا ہے۔ اور وہاں ایک چھوٹی سی احمدی جماعت قائم ہو گئی ہے۔ اور امید ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے فضل سے اس چھوٹی سی جماعت کو جلد ترقی دے گا۔ خدا تعالیٰ نے مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت کی خدمت دینی اور اخلاص کی وجہ سے لوگوں کے دلوں کو قائل کر دیا ہے۔ اکثر ان میں سے معترف ہیں کہ ملاشبہ خدمت اشاعت اسلام کا جو بیش بہا کام مولانا موصوف کر رہے ہیں وہ بے نظیر ہے جو ان کے لفظوں میں حضرت مسیح موعود کی صداقت کا اقرار ہے۔ اور یہ بالکل سچ ہے۔ ع

دل ہمارے ساتھ ہیں گو منہ کریں بک بک ہزار

اشاعت اسلام کیمپ کا پروگرام

ہر روز چھ گھنٹہ اشاعت اسلام پروگرام کے عین مطابق کی گئی اس پروگرام کی ایک کاپی حضرت امیر کی خدمت میں بھیجی جا چکی ہے۔ یہ پروگرام تمام میرٹھ میں تقسیم کر دیا گیا تھا۔ یہ خدا کا فضل تھا کہ وہ لوگوں کو چاروں طرف سے ہمارے پاس کھینچ رہا تھا۔

آریہ سماجی اپدیشک

آریہ سماج میرٹھ کی طرف سے ہمارے مقابل مہاشہ سیر پرکاش جی جو بڑے جوشیلے آریہ مبلغ ہیں آتے رہے اور ہم ان کے شکر گزار ہیں کہ وہ نہایت متانت سے مباحثات کرتے رہے دوسرے دو مہاشہ جو آئے وہ بھی ایسے ہی تھے۔

سکھوں کی طرف سے مبلغ

مجھے افسوس ہے کہ مجھے سکھ بھائی کا جو مبلغ تھے نام یاد نہیں رہا۔ وہ بڑے نیک آدمی ہیں وہ جوان ہیں اور نہایت شائستگی سے گفتگو کرتے رہے۔ اور مناظرہ میں بڑا لطف رہا۔ دوسرے موقعوں پر بھی آتے رہے۔

ایک لطیفہ

میں نے اپنے لائق سکھ مناظر سے مطالبہ کیا کہ وہ حضرت بابا نانک رح کا ایک بھی ایسا قول پیش کر دیں جہاں انہوں نے اسلام کی تردید کی ہو۔ اس پر گیانی جی نے ایک تک پڑھی

"وقت نہ پایو قاضیاں"

اور مطلب یہ بتایا کہ قاضیوں کو پیدائش عالم کا وقت معلوم نہ ہوا۔ میں نے کہا کہ مخلوق کو خالق کا وقت کیونکر معلوم ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ سلسلہ خلق کب سے ہے اس لئے یہ تو اسلام کی کوئی تردید نہیں ہے۔

ہاں اسی تک میں جو "قاضیاں" لفظ ہے اس کو اگر آپ قادیان پڑھ لیں تو بالکل صاف ہو جائے گا۔ اور مسلمانوں میں جس کو آپ کے طور پر تمام عقیدت پر سمجھتے ہیں۔ اور اگر آپ ایسا کر لیں تو جن جنم ساکھی میں سے یہ "قادیان" کا پتہ چلتا ہے وہیں صفحہ ۴ پر یہ پڑھ لیں کہ بابا نانک رح نے مردانہ سے کہا کہ بٹالہ کے پرگنے میں ایک بڑا زمیندار خدا کا بہت بڑا بھگت ہوگا۔ جو بھگت کبیر سے بھی بڑا ہوگا۔ یعنی وہ بھگتوں میں سے اکبر ہوگا۔ سو وہی وہ بھگت اکبر ہے جس نے بابا نانک کے اصل مذہب کو دنیا کے سامنے پیش کر کے اور حضرت بابا نانک کا چولہ دکھا کر تمام سکھوں کو دقت ڈال دیا کیونکہ اب ان کے لئے بابا نانک رح کا سچا مذہب اسلام قبول کئے بغیر کوئی چارہ نہیں۔ کیونکہ ع

وہ حیلہ نہیں جو تہ دے سر جھکا

میں نے اس موقعہ پر جنم ساکھی کا حوالہ نکلوا کر ایک بھائی صاحب سے پڑھوا یا تو [illegible] (باقی بشکریہ ہمدرد)

مکڑی کے جالے کی دیوار آہنی!

(از جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب)

خدا پر ایمان کا مدعی ہم میں سے کون نہیں لیکن محض مان لینا کہ کوئی خدا ہے کوئی نفع نہیں دیتا جب تک اس کے مطابق ہمارا عمل نہ ہو جب خدا کی فرمانبرداری اور رضاجوئی ہر چیز پر مقدم ہو جائے اسی وقت وہ ایمان قلب انسانی میں ایسا کامل یقین اور سچی معرفت پیدا کر دیتا ہے اور نصرت الٰہیہ اور افضال خداوندی کو اس طرح جذب کرتا ہے کہ اہل نظر کی نگاہوں میں وہ خوارق اور نشانات سماوی کا مرتبہ حاصل کر لیتا ہے۔

ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت دنیا توحید و معرفت کو گم کر بیٹھی تھی اور شرک و گمراہی کی ظلمت تمام دنیا پر چھائی ہوئی تھی آنحضرت صلعم نے نہ صرف اپنی پاک اور روشن تعلیم سے اس ظلمت کو نور سے بدل دیا بلکہ اپنے اعلیٰ اور کامل نمونہ سے ایمان اور اعمال صالحہ کے تمام اعلیٰ سے اعلیٰ مراتب نسل انسانی کی ہدایت کے لئے پیش نظر کر دیئے۔ اور آپ کے کامل ایمان اور تعلق باللہ نے نصرت الٰہیہ کے ایسے عجیب و غریب کرشمے دکھائے کہ عقل حیران ہوتی ہے۔ اور دل نور یقین سے بھر جاتا ہے۔ آپ کی ساری زندگی اس قسم کے واقعات سے پُر ہے۔ میں بطور نمونہ صرف ایک پر اکتفا کرتا ہوں۔

آپ کا پیغام توحید و ہدایت کفار مکہ کو اس قدر ناگوار تھا کہ انہوں نے آپ کی تعلیم و مذہب کو مٹانے اور آپ کو اور آپ کی جماعت کو دکھ دینے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ آپ کے صحابہ کو طرح طرح کے دکھ دیئے۔ خود آپ کو تین سال تک ایک گھاٹی میں محصور رکھ کر اور مکمل بائیکاٹ کر کے آپ اور آپ کے خاندان کو احتیاج اور بھوک کی شدید مصیبت میں مبتلا رکھا۔ آپ کو شہید کرنے کے لئے طرح طرح کے منصوبے کئے۔ یہاں تک کہ سب نے مل کر ایک کمیٹی کی۔ اور اس میں یہ فیصلہ کیا کہ ہر قبیلہ سے ایک ایک آدمی نکل آئے اور سب مل کر آپ کا گھر گھیر کر آپ کو قتل کر دیں۔ اسی طرح بنی ہاشم سارے قبائل سے انتقام نہ لے سکیں گے اور ہم بغیر کسی مزاحمت کے اپنا مطلب حاصل کر لیں گے۔ قتل کے منصوبہ کا آپ کو علم تھا لیکن آپ نے مکہ سے نکلنے کا نام نہ لیا۔ جب تک اپنے تمام صحابہ کو مکہ سے باہر نہ بھیج لیا۔ کچھ پہلے ہی حبشہ جا چکے تھے۔ باقی کو مدینہ بھیج دیا۔ اور خود مردانہ وار ہر قسم کا دکھ سہنے اور ہر خطرے کا مقابلہ کرنے کے لئے مکہ میں موجود رہے۔ جب تک کہ حکم الٰہی ہجرت کے لئے نہ آ جائے۔ مردوں میں صرف حضرت ابوبکرؓ اور حضرت علیؓ باقی تھے۔ جناب الٰہی کی طرف سے ہجرت کا حکم اس شب کو نازل ہوا جس رات کفار مکہ قتل کرنے کے لئے گھر گھیر چکے تھے ایسی حالت میں گھر سے باہر نکلنا اپنی جان کو سخت خطرے میں مبتلا کرنا تھا۔ لیکن حکم الٰہی یونہی تھا۔ کہ ہاں ضرور نکلو۔ ایسی حالت میں حکم الٰہی کی عظمت اور جناب الٰہی کے وعدۂ حفاظت پر کامل ایمان ہی تھا جس نے آپ کو ایسے سخت خطرہ میں گھر سے باہر نکلنے پہ دلیر کر دیا۔ اور آپ قاتلوں کے ہجوم میں سے نکلے چلے گئے اور ان اندھوں کو پتہ نہ لگا۔ حضرت علیؓ کو گھر پر چھوڑ گئے تھے۔ آپ جانتے تھے کہ کفار مکہ صرف ایک شخص کی جان کے لاگو تھے اور وہ خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تھے۔ اس لئے حضرت علیؓ کو پیچھے چھوڑ جانے میں کوئی اندیشہ نہ تھا۔ آپ نے انہیں تاکید کر دی تھی کہ جن جن لوگوں کی امانتیں آپ کے پاس ہیں وہ سب اُن لوگوں کو واپس کر کے اور آپ کے اہل و عیال کو ساتھ لے کر مدینہ چلے آئیں۔

خود حضرت رسالتمآب صلعم حضرت ابوبکرؓ کے مکان پہنچے انہیں ساتھ لے کر رات کے اندھیرے میں مکہ سے باہر نکل گئے تعاقب سے بچنے کے لئے مدینہ کا رستہ چھوڑ کر دوسری طرف کا رُخ کیا اور مکہ سے تین کوس کے فاصلہ پہاڑ کے ایک غار میں جا چھپے۔ غار نہایت تنگ اور مہیب تھا۔ اور اس کے منہ پر مکڑی نے جالا تن رکھا تھا حضرت ابوبکرؓ نے جالا صاف کیا۔ اندر گئے تو سارا غار قسم قسم کے زہریلے حشرات الارض کے سوراخوں اور بلوں سے بھرا ہوا تھا حضرت ابوبکرؓ نے اپنی پگڑی پھاڑ کر سوراخوں کو بند کیا اور ایک بل پر اپنی ایڑی لگا کر بیٹھ گئے۔ تاکہ اگر کوئی زہریلا کیڑا ہو تو آنحضرت کو کوئی گزند نہ پہنچ سکے۔ جاں نثاری کا یہ نمونہ کس قدر بیارا ہے۔

گرم ملکوں کا قاعدہ ہے کہ مکڑی کا جالا ادھر توڑ دو ادھر وہ پھر تن لے گی۔ حضرت ابوبکرؓ نے جس جالے کو ابھی توڑ کر غار کا رستہ صاف کیا تھا دونوں صاحبوں کے اندر داخل ہونے کے بعد مکڑی نے پھر اپنا جالا تن لیا۔ ادھر قاتلوں کو جب پتہ لگا کہ مکان کے اندر ایک جاں نثار یعنی حضرت علیؓ کے سوا اور کوئی نہیں۔ اور حضرت نبی کریمؐ نکل کر چلے بھی گئے اور انہیں پتہ نہ لگا تو انہوں نے بہت پیچ و تاب کھایا اور غیظ و غضب کی کوئی انتہا نہ رہی۔ چاروں طرف تلاش شروع ہوئی۔ عرب میں قدموں کے نشان سے کھوج لگانے کا دستور بہت عام تھا۔ چنانچہ ایک بڑے ماہر فن کھوج نکالنے والے کو ساتھ لیا۔ جس نے قدموں کے نشان سے کھوج لگاتے لگاتے ان سب قاتلوں کو اسی غار کے منہ پر لا کھڑا کیا۔ جس میں آنحضرت صلعم مع حضرت ابوبکرؓ پنہاں تھے۔ اس شخص کو اپنے اس فن پر اس قدر یقین تھا کہ اس نے حکم لگا دیا کہ اس غار کے سوا اور کہیں نہیں جا سکتے۔ اگر اس غار میں نہیں ہیں تو پھر یا تو آسمان پر اڑ گئے یا زمین میں غرق ہو گئے۔ ورنہ کوئی وجہ نہیں کہ اس غار میں نہ ہوں۔

یہ سب باتیں حضرت ابوبکرؓ اور آنحضرت صلعم اندر سن رہے ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ سخت غمگین ہوتے ہیں کہ اب پکڑا جانا یقینی ہے اور جس شخص کی جان جانے کا اندیشہ تھا وہ ان کی اپنی جان نہ تھی بلکہ وہ آنحضرت صلعم کی جان تھی جس کے لینے کے لئے منصوبے اور فیصلے ہو چکے تھے۔ ان کو سخت اندیشہ ہوا کہ اگر یہ قاتل غار میں گھس آئے تو یہاں اتنی جگہ بھی نہیں کہ انسان کھڑا ہو کر مقابلہ ہی کر سکے۔ اس وقت آنحضرت صلعم نے حضرت ابوبکرؓ کو غمگین دیکھ کر فرمایا کہ لا تحزن ان اللہ معنا ”کہ غمگین نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔ اللہ! اللہ! کیا ایمان اور یقین ہے۔ غار نے اندر سے وسعت دیا ہو کر جو ہی [illegible] بچنے کی راہ ہے نہ مقابلہ کے لئے جگہ ہے۔ آپ کے خون کے پیاسے قاتل سامنے کھڑے ہیں۔ اور آپ نہایت اطمینان سے اپنے ساتھی کو فرما رہے ہیں کہ غم نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے گویا اس موقع پر بھی غم اور فکر کو آپ کے قلب مطہر میں کوئی راہ نہ تھی۔ یہ یقین اور ایمان تھا جس نے پہاڑ کی طرح آپ کے حوصلہ کو مضبوط کر رکھا اور دل کو سکینت اور اطمینان سے بھر رکھا تھا۔

اس موقعہ پر خدا تعالیٰ کی معیت کا اظہار جس رنگ میں ہوا وہ اس قدر عجیب ہے کہ ایک عقلمند انسان حیرت سے انگشت بدندان اور ایک مومن روحانی لذت سے معمور و مسرور ہو جاتا ہے۔ ان کفار قاتلوں کو غار کے منہ پر ایک مکڑی کا جالا نظر آتا ہے۔ وہ یہ بحث کرتے ہیں کہ اگر کوئی شخص اس غار کے اندر داخل ہوا ہوتا تو مکڑی کا جالا ضرور ٹوٹ جاتا۔ لہٰذا ہمارے گمشدہ شکار اس غار کے اندر نہیں۔ کھوج لگانے والے کو اصرار ہے کہ ضرور اس کے اندر ہیں ورنہ پھر یا تو آسمان پر اڑ گئے یا زمین میں غائب ہو گئے ایک چرواہا پاس سے بولتا ہے کہ میں اس مکڑی کے جالے کو مدت سے اس غار کے منہ پر تنا ہوا دیکھتا ہوں۔ غرضیکہ غار کے منہ پر کھڑے ہوئے یہ بحثیں ہو رہی ہیں اور سب یہی منطقی استدلال کر رہے ہیں کہ اگر کوئی انسان اس غار کے اندر داخل ہوا ہوتا تو مکڑی کا جالا ضرور ٹوٹ جاتا۔ اور کسی کو اتنا خیال نہ آیا کہ اس جھگڑے کی ضرورت ہی کیا ہے ذرا اس غار کے اندر جھانک کر دیکھ لو۔ مگر جب اللہ تعالیٰ کی نصرت شامل حال ہو تو ایک مکڑی کا جالا دشمنوں کے لئے دیوار آہنی بن کر کھڑا ہو جاتا ہے۔ چنانچہ یہی بحثیں کرتے ہوئے خون کے پیاسے قاتل واپس چلے گئے اور اللہ تعالیٰ کی معیت و نصرت نے مکڑی کے جالے سے وہ کام لیا جو بڑے بڑے قلعوں کی دیواریں اور شہر پناہیں نہ کر سکتی تھیں۔

حضرت موسیٰؑ کے وقت میں بھی خدا تعالیٰ نے اپنی معیت اور نصرت کا نشان اسی طرح دکھایا تھا۔ جب آگے سمندر آ گیا اور پیچھے فرعون کا لشکر تھا اور ان کی قوم اور وہ خود درمیان میں تھے۔ اس وقت قوم چلا اٹھی کہ ہم پکڑے گئے تو حضرت موسیٰ نے کہا ہرگز نہیں۔ میرا رب میرے ساتھ ہے۔ مجھ کو راہ دکھائے گا۔ چنانچہ حضرت موسیٰ اور ان کی قوم سمندر سے پار ہو گئے۔ اور اسی سمندر میں جس سے یہ پار ہوئے تھے فرعون اپنے لشکر اور تمام ساز و سامان کے ساتھ غرق ہو گیا۔ خدا نے موسیٰ علیہ السلام کو خارق عادت کے طور پر فرعون سے بچایا۔ مگر سمندر کو درمیان میں حائل کر کے۔ لیکن یہاں اس غار میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو بچایا۔ کسی سمندر کو نہیں کسی پہاڑ کو نہیں بلکہ ایک مکڑی کے جالے کو درمیان میں حائل کر کے۔ کیا اس سے بڑھ کر خدائی نصرت و قدرت کا نشان سمجھ میں آ سکتا ہے؟ اور اس موقع پر حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے قلب کی سکینت و طمانیت سے بڑھ کر ایمان و یقین اور معرفت کا نمونہ کوئی پیش کر سکتا ہے؟

(بقیہ صفحہ ۱۱)

وہاں قادیان کے بھنگت اکبر کا ٹھیک اسی طرح ذکر ہی تھا جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا۔ تو ایک صاحب بول اٹھے کہ ان قادیانیوں نے ہماری کتابوں کو پڑھ کر اچھا وقت یاد تا ہے۔ (یعنی ہمارے لئے ایک مشکل پیدا کر دی ہے)

والفضل ما شہدت بہ الاعداء!

نوٹ :- عیسائیوں کو مقابلہ کے لئے دعوت دی گئی مگر ان میں سے کوئی نہیں آیا۔

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

— جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب بھوپال سے واپس تشریف لے آئے ہیں۔

— جناب مرزا فضل کریم صاحب سوداگر مشرقی افریقہ کے ہاں اللہ تعالیٰ نے ۷ مارچ [illegible] کو فرزند عطا فرمایا ہے الحمد للہ۔ مبارکباد۔ مرزا صاحب موصوف نے اس مسرت میں پچاس شلنگ اشاعت اسلام کے لئے عنایت فرمائے ہیں اس سے قبل بھی موصوف یکصد شلنگ اسی مد میں عنایت فرما چکے ہیں۔ جزاک اللہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے بچے کا نام **فضل الرحمٰن** تجویز فرمایا ہے۔

— پیغام صلح:۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولود مسعود کو صحت و تندرستی کے ساتھ عمر دراز دے اور صالح خادم دین بنائے۔ نیز احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مرزا صاحب کے کاروبار میں بیش از بیش برکات عطا فرمائے اور ان کو اسی طرح خدمت اسلام کی توفیق دیتا رہے۔

— جناب ابراہیم آدم صاحب سبحانی (عراق) کے ہاں کراچی میں اللہ تعالیٰ نے لڑکی عطا فرمائی ہے جس کی خوشی میں آپ نے حجازی لائبریریوں کے لئے ایک سٹ کی قیمت مبلغ [illegible] اخویم تصدق حسین صاحب (بغداد) کو ادا کر دی ہے اللہ تعالیٰ اس بچی کو بھی صحت و تندرستی کے ساتھ عمر دراز دے اور خادمۂ دین بنائے۔

— اخویم میاں جی اے آر سلیمان صاحب کا نکاح ثانی ۲۶ ذیقعدہ کو ان کے وطن علاقہ کچھ میں عمل میں آیا۔ (مبارکباد)

— پیغام صلح:۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس تعلق کو طرفین کے لئے دینی و دنیوی برکات و ترقیات کا موجب بنائے اور اس سے صالح اور خادم اسلام اولاد عطا کرے۔ میاں جی موصوف ایک نہایت مخلص اور پرجوش مسلمان ہیں۔ حال ہی میں آپ نے اپنے خرچہ پر رسالہ مسلم کیٹیکزم کا عربی ترجمہ مفت تقسیم کے لئے بغداد میں شائع فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی ہمت اور مال میں زیادہ سے زیادہ برکت دے۔ آمین۔

— جناب سید عابد علی صاحب کی تبدیلی حدیثہ (عراق) سے بغداد میں ہو گئی ہے۔ اور آپ وہاں پہنچ چکے ہیں اور سلسلہ کے لٹریچر کی اشاعت میں بہت دلچسپی لے رہے ہیں اور ساتھ ہی ہندوستان میں اپنے اعزا کو بذریعہ خطوط کتابت و لٹریچر تبلیغ کر رہے ہیں۔

— برادرم سید قاسم علی صاحب علاقہ کاٹھیاواڑ میں تبلیغ سلسلہ میں مصروف ہیں۔ آپ کی کوشش سے کئی آدمی سلسلہ میں شامل ہونے کے لئے تیار ہو گئے ہیں۔

— عراق کی تازہ ڈاک سے یہ معلوم کر کے مسرت ہوئی کہ اخویم سید تصدق حسین صاحب عراق میں بڑی سرگرمی اور اخلاص سے تبلیغ اسلام میں مصروف ہیں۔ عربی رسالہ مسلم کیٹیکزم کو سرکاری تعلیم یافتہ طبقہ میں تقسیم کر رہے ہیں جس کا نہایت عمدہ اثر پڑ رہا ہے۔ انشاء اللہ وہ دن دور نہیں جبکہ ہمارے احباب کی یہ مخلصانہ کوششیں نیک نتائج پیدا کرنے میں کامیاب ہو جائیں گی۔ اور مخالفین اور معاندین کو مجبوراً ہماری جماعت کی بے لوث خدمات اسلامی کا اعتراف کرنا پڑے گا۔ یہ معلوم کر کے بھی خوشی ہوئی کہ سلسلہ کے متعلق غلط فہمیوں کو دور کرنے میں کتاب "آئینہ احمدیت" عظیم الشان کام کر رہی ہے اگر احباب جماعت اپنے اپنے حلقہ اثر میں اسے کافی تعداد میں تقسیم کریں تو نہایت مفید نتائج مرتب ہونے کی توقع ہو سکتی ہے۔

— کلکتہ میں امسال عید الفطر پر جناب میاں عثمان احمد صاحب فاروقی اور ان کی بیگم صاحبہ۔ مولوی حبیب الرحمٰن صاحب صادق مسلم مشنری۔ محترمہ جاوید بانو صاحبہ اور دیگر چند اصحاب خواتین کی کوشش سے مسلم خواتین نے ایک جگہ مل کر نماز عید ادا کی۔ عید الضحیٰ پر بھی انہی لوگوں کی ساعی سے یہ اہتمام کیا گیا اور کلکتہ کی مسلم خواتین کی معقول تعداد نے سخاوت میموریل گرلز سکول میں جمع ہو کر نماز عید ادا کی۔ اس کامیابی پر ہم ان تمام اصحاب و خواتین کو مبارکباد دیتے ہیں۔

— مسلمانان قصبہ میاں چنوں کی درخواست پر مورخہ یکم اپریل کو جناب مولانا عصمت اللہ صاحب اور شیخ محمد یوسف صاحب گرتھی وہاں تشریف لے گئے: اور دوسرے روز واپس آئے۔ اس مختصر عرصہ قیام میں ہر دو صاحبان کی تقریریں ہوئیں۔ جن کا پبلک پر جید اثر ہوا۔ سامعین میں مسلمانوں کے علاوہ ہندو اور سکھ حضرات بھی موجود تھے۔

— جناب گل محمد صاحب سکرٹری جماعت احمدیہ علی پور ضلع مظفرگڑھ تحریر فرماتے ہیں امسال بھی حسب دستور نماز عید الضحیٰ مسجد جامعہ احمدیہ واقع وسط بازار میں جناب قاضی شیر محمد صاحب احمدی پیش امام کی امامت میں ادا کی گئی۔ خطبہ کے بعد غیر از جماعت علماء سے وفات و حیات مسیح اور حضرت مسیح موعود کی صداقت پر مناظرہ ہوا جس میں اللہ تعالیٰ نے نمایاں کامیابی عطا فرمائی مفصل رپورٹ انشاء اللہ کسی آئندہ اشاعت میں درج کی جائے گی۔

— سید عبد المجید صاحب جج ملیر کوٹلہ واپس تشریف لے گئے ہیں ان کے اصل مرض میں تو بہت کچھ افاقہ ہو گیا ہے لیکن کمزوری بہت ہے۔ صحت کامل کے لئے دعا کی جائے۔

— حضرت امیر ایدہ اللہ کا ملازم میاں خاں بیمار ہے اس کے لئے دعائے صحت کی جائے۔

— مرزا ظفر بیگ صاحب قصبہ سنور ریاست پٹیالہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ ان کا صاحبزادہ اظہر بیگ تقریباً دو ماہ سے علیل ہے۔ ان کے لئے بھی دعا کی جائے۔

— جناب بابو غلام قادر صاحب عید سے قبل لکھنؤ سے تشریف لائے تھے۔ اب وہیں واپس چلے گئے ہیں۔

— جناب محمود احمد صاحب خلف مرزا محمد سلطان صاحب مرحوم پشاور سے تحریر فرماتے ہیں۔ جناب سیف الرحمٰن صاحب کے فرزند عبد الغنی کا عین عالم جوانی میں انتقال ہو گیا۔ انا للہ مرحوم نہایت صالح اور با اخلاق نوجوان تھا۔

— جناب قاضی شیر محمد صاحب مبلغ علی پور ضلع مظفرگڑھ کی والدہ ماجدہ کا ۲۲ اپریل کو انتقال ہو گیا۔ انا للہ۔ مرحومہ نہایت نیک خاتون تھیں۔

پیغام صلح:۔ ہمیں ان افسوسناک اموات پر دلی رنج ہے دعا ہے اللہ تعالیٰ مرنے والوں کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ تمام احباب کی خدمت میں جنازہ غائب کی درخواست ہے۔

— جناب خدا بخش صاحب مصنف عسل مصفیٰ کی آنکھیں ابھی ٹھیک نہیں ہوئیں وہ بھی دعا کے طالب ہیں۔

چک کچا کھوہ کے نومسلموں کی فریاد

جناب ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر اقوام جرائم پیشہ کی خدمت میں

بحضور عالی جناب ڈپٹی کمشنر صاحب اقوام جرائم پیشہ پنجاب

عالیجاہ فدویان نومسلمانان چک نمبر 19 شرقی ڈاکخانہ کچا کھوہ خدمت عالیہ میں عرض پرداز ہیں کہ ہم لوگوں نے بقر عید کی نماز پڑھنے کے لئے نائب سپرنٹنڈنٹ چک 19 شرقی سے رقعے طلب کئے۔ نائب سپرنٹنڈنٹ نے ہم لوگوں کو گالیاں دیں اور ہمارے مذہب کو بھی برا بھلا کہا اور رقعے نہ دیئے ہم لوگ خون جگر پی کر خاموش رہ گئے۔ اب ہم اپنی فریاد آپ کے آگے کرتے ہیں کہ ہمارے مذہبی کاموں میں مداخلت کرنے والوں کو تنبیہ کی جائے۔ تاکہ آئندہ کوئی فساد نہ ہو جائے۔ ایک پنڈت بھی چک میں آیا ہوا ہے جو ہر روز ہمارے مذہب کو برا کہتا ہے۔ اب تک ہم خاموش رہے ہیں۔ اگر کسی جوشیلے آدمی نے اس کو کچھ کہا تو اس کے ذمہ دار ہم نہ ہوں گے۔ حضور کو اطلاعاً لکھ دیا ہے مناسب تدارک فرمایا جائے۔ آپ کا اقبال زیادہ ہو۔

(آپ کے تابعدار فدویان نومسلمانان چک نمبر $\frac{19}{9\cdot R}$ شرقی کچا کھوہ)

مولو ولد جیون — اللہ دتا ولد جیون — برکت علی ولد

منشی ظفر علی کی ایک تحریر

"پیرسن ویکلی" کے نامعقول مضمون کا ذمہ دار کون ہے؟

(از جناب خانصاحب چوہدری محمد منظور الٰہی صاحب لاہور)

منشی ظفر علی آف زمیندار آج کل مسلمانوں کی جیبوں پر ڈاکہ ڈالنے کے لئے ولایت کے اخبار "پیرسن ویکلی" کے ایک نہایت نامعقول مضمون کے خلاف پروپیگنڈا میں مصروف ہیں۔ سو یہ سچ ہے کہ اس اخبار کو ایک ایسی ہستی کے بارہ میں لکھتے ہوئے بہت کچھ احتیاط لازم تھی۔ جو چالیس کروڑ مسلمانوں کے نزدیک انسانی عزت کی مستحق ہے اور اپنے اخلاق کی بلندی اور کیرکٹر کی پاکیزگی کی تاریخ عالم میں سب سے بالا درجہ رکھتی ہے۔ لیکن اصل حقیقت سے مخلص مسلمانوں کو آنکھیں بند نہ کرلی چاہئیں۔ مخالفین اسلام جو کچھ لکھتے ہیں اس کی بنیاد خود منافق مسلمانوں کی تحریریں ہوتی ہیں جن پر وہ اسی رنگ آمیزی کرکے مخالفین اپنے مطلب کا بنا لیتے ہیں۔

میں ذیل میں منشی ظفر علی کے سچے خیالات کا ایک نمونہ درج کرتا ہوں جو وہ حضرت خدیجہؓ اور حضرت نبی کریمؐ کے بارہ میں رکھتے ہیں یہ کوئی سنی سنائی بات نہیں بلکہ ان کی طرف سے شائع شدہ تحریر ہے۔ اس سے پتہ لگ سکتا ہے کہ وہ جو آج حضرت نبی کریمؐ کے نام پر تن من بار بار فداہ ابی و امی کہا کرتے ہیں۔ اس کی اصل غرض کیا ہوتی ہے۔ محض یہی کہ لوگوں سے اس پاک ہستی کا نام لے کر پیسہ بٹورا جائے۔ حضرت نبی کریمؐ اور حضرت خدیجہؓ کے نکاح کے بارہ میں وہ لکھتے ہیں:-

"ایک دولتمند خاتون کی حالت کا اندازہ کیجئے جس کا سلسلہ تجارت عرب سے شام تک وسیع ہے اور بیوہ ہے۔ عمر بھی ڈھل چکی ہے کہ ایک نوجوان کے صدق و صفا و دیانت و امانت کا آوازہ حق اس کے گوش زد ہوتا ہے۔ اور وہ اسے متاع تجارت کا قافلہ سالار بنا کر ارض شام کو بھیجتی ہے یہ نوجوان سفر شام سے واپس آتا ہے ...... خاتون شادی کا پیغام دیتی ہے مگر وہ اسے نامنظور کرتا ہے خاتون اسے مجبور کرتی ہے کہ جو دولت مجھے حاصل ہے وہ پھر تمہاری ہو جائے گی ...... یہ جائز ترغیب نوجوان میں آمادگی پیدا کر دیتی ہے اور وہ رضامند ہو جاتا ہے ...... خاتون کو اب اپنے باپ کی رضامندی حاصل کرنے کی فکر ہوتی ہے جو اسرقت کی حمیت جاہلیت کا ایک نمونہ ہے۔ ایک بزم طرب ترتیب دی جاتی ہے۔ جس میں نوجوان اور اس کے خاندان کے بڑے بڑے سرداران قوم مدعو ہوتے ہیں۔ قربانیاں ہوتی ہیں۔ جانور ذبح کئے جاتے ہیں خاتون کا باپ میر مجلس بنتا ہے جسے خاتون کے اشارہ سے خدام اس قدر شرابیں پلاتے ہیں کہ وہ بدمست ہو جاتا ہے۔ اس حالت میں نوجوان کی طرف سے ایک زرد لبادہ زعفرانی پیش کی جاتی ہے کہ یہی خلعت نکاح ہے وہ زرد لبادہ خاتون کا باپ زیب تن کرلیتا ہے۔ اور یہی منظوری تمام نکاح کی تکمیل ہے۔ چند گھنٹوں کے بعد جب باپ ہوش میں آتا ہے تو پہلے کچھ برہم ہوتا ہے لیکن جب معلوم ہوتا ہے کہ یہ ساری کارستانی خود اس کی بیٹی کی ہے تو خاموش ہو جاتا ہے اور اب اس خاموشی سے نکاح کے ناطق ہونے میں کوئی کلام نہیں رہتا۔"

(ظفر علی۔ از تاریخ علیہ اول مجریہ کرم آباد)

اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مندرجہ بالا تحریر سے ایک مخالف کیا نتائج نکال سکتا ہے۔ وہ بھی سن لیجئے۔

(۱) کہ جب حضرت خدیجہؓ معمولی طور پر پیغام نکاح دیتی ہیں تو آنحضرتؐ نامنظور فرما دیتے ہیں

(۲) لیکن جب وہ مال و دولت کا لالچ دیتی ہیں تو حضورؐ دولت کی خاطر اسے منظور کرلیتے ہیں۔

(۳) حضرت خدیجہؓ کے والد کی رضامندی دھوکہ سے حاصل کرنے کی غرض سے بزم طرب قائم کی جاتی ہے۔ جس میں بت پرستوں کے طریق پر قربانیاں ہوتی اور جانور ذبح کئے جاتے ہیں اور حضرت نبی کریمؐ بھی شامل ہوتے ہیں۔

(۴) اس بزم طرب کے قیام میں آنحضرتؐ کا بھی معاذ اللہ ہاتھ پایا جاتا ہے۔ کیونکہ ایسی گہری سازش سردار قریش کی رضامندی کے بغیر نہیں کی جاسکتی تھی۔

(۵) حضرت خدیجہؓ کے والد کی بیہوشی کی حالت میں حضرت نبی کریمؐ نے زرد چادر ان کے روبرو پیش کی جسے انہوں نے بیہوشی کی حالت میں قبول کرلیا۔

(۶) بیہوشی کی حالت میں زرد چادر کا قبول کرلینا نکاح کی تکمیل کر دیتا ہے۔ گویا معاذ اللہ حضرت نبی کریمؐ نے ایک مدہوش کو دھوکا دیکر یہ نکاح بت پرستوں کے رواج کے مطابق کرلیا۔

(۷) مدہوش کو جب ہوش آیا تو طوعاً و کرہاً اسے خاموش ہو جانا پڑا۔

فرمایئے جب ظفر علی جیسے لوگوں کے ایسے گندے عقائد ہوں۔ تو مخالفین اسلام کا اس میں کیا قصور۔ اگر وہ ایسے مسلمانوں کی جو لیڈر بننے کے بھی مدعی ہوں تحریروں کی بنا پر حضرت نبی کریمؐ کی شان میں گستاخیاں کریں۔ دیگر بزرگان اسلام کے بارہ میں جو منشی ظفر علی کے عقائد ہیں وہ آئندہ نمبروں میں بیان کئے جائیں گے۔

جماعت لاہور کا عید فنڈ

بموقعہ عید الضحیٰ

(۱) میاں چراغ دین صاحب کمرشل ہاؤس	۱ روپیہ
(۲) شیخ احمد علی صاحب پنشنر	۲ ״
(۳) چودھری ظہور احمد صاحب	۱ ״
(۴) ملک قمر الٰہی صاحب	۱ ״
(۵) مولوی عبد الحق صاحب ودیارتھی	۱ ״
(۶) شیخ بشیر احمد صاحب ولد عبد الواحد صاحب	۱ ״
(۷) شیخ بشیر احمد صاحب مبلغ	۱ ״
(۸) چودھری محمد سعید صاحب ہیڈ لائن لیڈر	۱ ״
(۹) ملک ناصر الدین صاحب	۸ر آنے
(۱۰) ایم اے صابر صاحب سرنگر	۸ر ״
(۱۱) خانصاحب محمد منظور الٰہی صاحب	۱ روپیہ
(۱۲) شیخ محمد حسین صاحب منیجر کارخانہ	۱ ״
(۱۳) عزیز بخش افسر تحصیل	۱ ״
(۱۴) داروغہ نبی بخش صاحب	۱ ״

(۱۵) بابو علی بخش صاحب منیجر پرنٹنگ	۱ ״
(۱۶) بابو عبد الرحمٰن صاحب	۱ ״
(۱۷) ڈاکٹر بشارت احمد صاحب	۱ ״
(۱۸) ملک محمد الدین صاحب وکیل	۱ ״
(۱۹) میاں نصیر احمد صاحب فاروقی	۱ ״
(۲۰) ڈاکٹر عبد الرحیم صاحب	۱ ״
(۲۱) میاں معراج الدین صاحب معمار	۴ر آنے
(۲۲) میاں محمد دین صاحب معمار	۴ ״ ״
(۲۳) سید حیدر شاہ صاحب	۱ روپیہ
(۲۴) مہمان مولانا صدر الدین صاحب	۴ر آنے
(۲۵) منشی عبد الستار صاحب	۸ر آنے
(۲۶) میاں غلام محمد صاحب دفتری	۱ روپیہ
(۲۷) سید امجد علی شاہ صاحب	۱ ״
(۲۸) حمید احمد خانصاحب برادر حافظ صاحب گجرات	۸ر آنے
(۲۹) منشی جمال الدین صاحب سانده	۱ روپیہ
(۳۰) سید غلام مصطفٰے شاہ صاحب	۱ ״
(۳۱) سید جلال شاہ صاحب	۱ ״
(۳۲) بابو عبد اللہ صاحب	۱ ״
(۳۳) مستری عبد العزیز صاحب باغبانپورہ	۱ ״
(۳۴) بابو کرم الٰہی صاحب	۱ ״
(۳۵) مولوی دوست محمد صاحب	۸ر آنے
(۳۶) ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب	۱ روپیہ
(۳۷) غلام حسن خانصاحب	۱ ״
(۳۸) شیخ عبد المجید صاحب خلف الرشید (۳۹) شیخ عبد الرحمٰن صاحب پنشنر اے سی	۲ ״
(۴۰) چودھری عشرت علی صاحب	۱ ״
(۴۱) بابو غلام قادر صاحب	۱ ״
(۴۲) مولانا صدر الدین صاحب	۱ ״
(۴۳) مولوی عبد اللہ خانصاحب	۸ر آنے
(۴۴) مولوی مرتضٰے خانصاحب	۸ر ״
(۴۵) مولوی مصطفٰے خانصاحب	۴ر آنے
(۴۶) مولانا احمد صاحب	۸ر ״
(۴۷) بشارت احمد خانصاحب سب انسپکٹر	۱ روپیہ
(۴۸) بشیر احمد خانصاحب	۱ ״
(۴۹) ڈاکٹر سلطان محمد صاحب	۱ ״
(۵۰) ڈاکٹر غلام محمد صاحب	۱ ״
(۵۱) ڈاکٹر اللہ بخش صاحب	۱ ״
(۵۲) بابو عمر الدین صاحب	۱ ״
(۵۳) منشی محمد بخش صاحب	۱ ״
(۵۴) ڈاکٹر سید طفیل حسین شاہ صاحب	۲ ״
(۵۵) چودھری عبد المجید صاحب	۱ ״
(۵۶) نذیر احمد، غلام قادر صاحبان میانیر	۵ ״
(۵۷) عبد الغنی صاحب	۸ر آنے
(۵۸) ماسٹر غلام محمد صاحب	۱ روپیہ
(۵۹) عبد الکریم صاحب	۲ر آنے
(۶۰) سلطان محمود صاحب	۴ر آنے
(۶۱) حضرت امیر ایدہ اللہ	۱ روپیہ
(۶۲) ڈاکٹر نذیر احمد صاحب	۱ ״
(۶۳) ڈاکٹر سید بشیر حسین شاہ صاحب	۱ ״

مراسلات

دہلی میں عظیم الشان مناظرہ
اور احمدیت کی فتح

(از جناب مولوی عمر الدین صاحب شملوی از دہلی)

اس سال ۱۰ مارچ کو انجمن سیف الاسلام دہلی نے اپنا جلسہ پریڈ کے میدان میں منعقد کیا۔ اور احمدی جماعت کو مناظرہ کی دعوت دی۔ قادیانی جماعت نے نزول و حیات مسیح پر مباحثہ کیا۔ انجمن سیف الاسلام کی طرف سے مولوی اسعد اللہ صاحب اور قادیانی جماعت کی طرف سے مولوی محمد نذیر صاحب مولوی فاضل مناظر تھے اور سچ یہ ہے کہ مولوی اسعد اللہ صاحب باوجود بہت بڑے فاضل ہونے کے اپنے مقابل کی پیش کردہ ۱۵-۱۶ آیات قرآنی میں سے ایک کا بھی جواب نہ دے سکے۔

عجیب استدلال

مولانا اسعد اللہ صاحب نے بہت ہی عجیب بات یہ پیش کی کہ سورۂ فاتحہ میں جو الحمد للہ رب العالمین ہے اس سے بھی حیات عیسیٰ ثابت ہے۔ پھر کیا ہر آیت سے حیات مسیح ثابت ہے۔ مگر چونکہ ان کا استدلال عجیب تھا جسے غالباً مولانا کے ساتھیوں اور سامعین میں سے کوئی بھی نہ سمجھ سکا اس لئے قادیانی مناظر نے خاموشی سے اس استدلال عجیب کو ٹال دیا۔

مولانا سے تعارف

مولانا اسعد اللہ صاحب وہی صاحب ہیں جنہوں نے گزشتہ سال شملہ میں قادیانی جماعت سے ختم نبوت پر مناظرہ کرتے ہوئے بڑے زور سے خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہا تھا کہ:-

"جن حوالوں کو میں نے مرزا صاحب کی تحریروں سے
پیش کیا ہے ان سے ثابت ہے کہ مرزا صاحب نے
ہرگز نبوت کا دعویٰ نہیں کیا"

یہ ان کا حلف میں نے اسی وقت "پیغام صلح" میں شائع کرا دیا تھا۔ اور دہلی میں جبکہ بسائیں لال حسین صاحب میرے مقابل "مجددیت" پر بحث کر رہے تھے۔ اس وقت مولانا صاحب غیر احمدی جماعت کی طرف سے صدر جلسہ تھے۔ میں نے دوران بحث میں سائیں لال حسین صاحب کے اعتراضات کو جواب دیتے ہوئے مولانا کی شہادت مذکورہ بالا کو بھی پیش کیا۔ اور کہا کہ مولانا کی دیانت کا میں اسی وجہ سے معترف ہوں جبکہ شملہ کی بلند چوٹیوں پر انہوں نے یہ حلفاً کہا تھا کہ ان کی پیش کردہ تحریروں سے ثابت ہے کہ مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔ میرا مطلب یہ تھا کہ یہ شہادت حقہ دہلی کی پبلک میں مولانا کی موجودگی میں پیش ہو کر اتمام حجت ہو جائے۔ مگر خاتمہ مباحثہ پر مولانا نے کھڑے ہو کر فرمایا کہ:-

"ٹھیک طور پر مجھے یہ تو یاد نہیں کہ میں نے شملہ میں کیا کہا تھا ہاں چونکہ میرا ذکر بھی آ گیا ہے اس لئے میں کہتا ہوں کہ مرزا صاحب کی تحریروں سے بحیثیت مجموعی نبوت کا دعویٰ ثابت ہے۔ گو ان کی ایسی تحریریں بھی ہیں جن سے نبوت کے دعوے سے انکار بھی پایا جاتا ہے"

مولانا کو یاد ہو یا نہ ہو مگر مذکورہ بالا الفاظ بھی میرے بیان کی تردید نہیں کرتے کیونکہ اب بھی مولوی صاحب کو تسلیم ہے کہ حضرت مرزا صاحب کی تحریروں میں دعویٰ نبوت سے انکار بھی موجود ہے اور میری شہادت یہی تھی کہ مولانا نے ان تحریروں میں سے بعض کو پیش کر کے قادیانی مبلغ کے مطالبہ پر قسم کھا کر کہا تھا کہ ان سے ثابت ہوتا ہے کہ مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔

مولانا عبد الحق دہلوی سے مباحثہ

سائیں لال حسین صاحب نے شام کو ہمارے آنریری مبلغ مولوی عبد الحق صاحب سے مرزا صاحب کے دعوی نبوت پر بحث کی اور سارا زور لگایا کہ دعوی نبوت ثابت ہو مگر افسوس کہ سائیں صاحب نے مولانا اسعد اللہ صاحب کی شہادت کی بھی پرواہ نہ کی اور یہی کہتے رہے کہ مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ اور بالمقابل جو تحریریں انکار دعوی نبوت کی پیش کی گئی تھیں ان کی انہوں نے کچھ پرواہ نہ کی۔ اور ایسا کیوں کرتے جبکہ ان کی نیت ہی کج تھی۔ اور بجز فتنہ پھیلانے کے اور کوئی مقصد ہی نہ تھا۔

مولانا اسعد اللہ صاحب سے ملاقات

مولانا اسعد اللہ صاحب نے اسی روز شام کو مہربانی فرمائی کہ وہ ہمارے ہاں خاکسار سے ملنے کے لئے تشریف لائے۔ اثنائے گفتگو میں میں نے پوچھا کہ مولانا سورۂ فاتحہ سے آپ نے عجیب استدلال حیات مسیح پر کیا۔ مولانا ہنس پڑے۔ میں نے کہا سورۂ فاتحہ تو بقول مسیح موعود ان کے صدق دعوے پر ایک آسمانی مہر ہے۔ مولانا نے پوچھا کہ آپ اسے کیا سمجھتے ہیں۔ میں نے کہا سورۂ فاتحہ سے ہی اب میں جواب دیتا ہوں۔ سنئے اس سورۂ شریف میں پانچ وقت ہم منعم علیہ بننے کی اور مغضوب اور ضال ہونے سے بچنے کی دعا کرتے ہیں۔ یہ آپ کو علم ہی ہے کہ مغضوب اور ضال یہود و نصاریٰ ہیں۔ اور منعم علیہ مسلمان ہیں۔ کیونکہ یہود نے مسیح پر کفر کا فتویٰ لگا کر قتل کرنے کی پوری کوشش کی۔ اس لئے وہ مغضوب ہوئے۔ اور نصاریٰ مجازاً ابن اللہ کے لفظ کو حقیقی ابن اللہ اور اللہ بنا کر ضال ہو گئے۔ اور آنحضرت صلعم اور آپ کے ساتھی حضرت عیسیٰ کو نبی اللہ مان کر منعم علیہ ہو گئے بالکل یہی واقعہ مسیح محمدی کے زمانہ میں پیش آیا ہے۔ آپ لوگوں نے فتوے کفر ناحق لگا کر قتل کی پوری کوشش کی اور قادیانی جماعت مجازی نبی کو حقیقی نبی بنا کر ضال ہو گئی۔ اور ہم لوگ حضرت مرزا صاحب کو اصل مقام پر مانتے ہیں یعنی مجدد و مسیح موعود جو اولیائے امت محمدیہ کا سرتاج ہے۔ پس ہم منعم علیہ ہوئے۔ اور سورۂ فاتحہ سے یوں صداقت مسیح موعود ثابت ہو گئی۔

مولانا کے ہمراہ ایک صوفی منش بزرگ تھے انہوں نے فرمایا کہ اس وقت دوسری باتیں کریں۔ اور اس بحث کو چھوڑ دیں۔ لہذا پھر مولانا سے دوسری دوستانہ گفتگو شروع ہوئی۔ مولانا صاحب نہایت خندہ پیشانی سے خاکسار سے پیش آئے۔ جن کے لئے میں ان کا شکر گزار ہوں۔

مجددیت پر مباحثہ

لال حسین صاحب نے بجائے اصولی بحث کے وہی بوسیدہ اور مردود اعتراضات جو پیشگوئیوں پر مولوی ثناء اللہ صاحب اور دوسرے مناظرہ کرنے والے عموماً پیش کیا کرتے ہیں۔ اپنی کتاب ترک مرزائیت میں سے پیش کئے۔ اور کوشش یہ کی کہ دس منٹ میں بیسیوں اعتراض ضرور ہو جائیں۔ تاکہ فریق مقابل اور نہیں تو بوجھ سے تو دبا رہے۔ اور یہ وہی طریقہ ہے جو آریہ سماجی مناظر بھی عموماً اسلام کے خلاف اختیار کرتے ہیں۔ مگر خدا کا شکر ہے کہ تین گھنٹہ کے مناظرے میں تمام کے تمام اعتراضات صاف ہو گئے۔ اور لال حسین کو اپنی کمزوری کی وجہ سے حضرت مسیح موعود کی شان میں کچھ گستاخی کی ضرورت پیش آئی جس پر میں نے اسے کہا کہ آپ احمدیوں کے ہی پروردہ اور پڑھائے ہوئے ہیں۔ پھر مسیح موعود کی شان میں اس قدر شوخی اچھی نہیں۔ اور تمہیں علم ہے کہ تم کیوں احمدی جماعت سے الگ کئے گئے۔ اس پر لال حسین صاحب نے عجیب انداز میں کہا کہ ہاں جناب میں آپ لوگوں کا اسی طرح پروردہ ہوں جس طرح موسیٰ فرعون کے پروردہ تھے۔ اس پر میں نے کہا کہ نوح کا فرزند کہتے ہوئے کیا شرم آتی ہے۔ جو دراصل آپ کا مقام ہے۔ تب آپ نے نزول المسیح میں سے حضرت مرزا صاحب کا وہ رؤیا پڑھا جس میں حضور نے لکھا ہے کہ میں نے دیکھا کہ میں ایک جنگل میں ہوں اور میرے اردگرد بہت سے درندے بندر اور سور وغیرہ ہیں اور اس سے استدلال یہ کیا کہ یہ احمدی جماعت کے لوگ ہیں۔

بندر اور سور کون ہیں؟

تب میں نے کہا کہ سنئے حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:-

چو دور خسروی آغاز کردند
مسلماں را مسلماں باز کردند

اس لئے یہ تو وہی لوگ ہیں جو مسیح موعود کو مارنے اور پھاڑنے کی فکر میں ہیں جن سے خدا نے حضور کو نجات دی۔ اس لئے احمدی جماعت تو اس کا مصداق نہیں ہو سکتی۔ ہاں آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے:-

"تکون فی امتی فزعۃ فیصیر الناس الی علمائهم فاذا هم قردة وخنازیر"

یعنی میری امت میں ایک ڈر اندازی ہو گا اور لوگ اس وقت اپنے علماء کی طرف جائیں گے۔ اور علماء اس وقت بندر اور سور ہوں گے۔

احمدی جماعت لوگوں کی علماء نہیں ہے۔ بلکہ ان کو تو آپ جیسے بے علم لوگ بھی عالم نہیں مانتے۔ اس لئے صاف ظاہر ہے کہ یہی آپ جیسے علماء ہی ہیں جنہیں بوجہ ان کے کارناموں کے آنحضرت صلعم نے بندر اور سور کا خطاب دیا ہے۔ اور آنحضرت صلعم نے مسیح موعود کا کام کسر صلیب کے ساتھ قتل خنزیر بتایا ہے۔ پس آپ خود سوچئے کہ سور کون ہیں؟

اب سائیں صاحب کو جوش آیا اور سیدھے ہو گئے۔ میں نے چیلنج کیا کہ اب ۱۲ بجے ہیں۔ اس وقت سے لے کر رات کے ۱۲ بجے تک بلکہ اس کے بعد بھی مباحثہ کرتا ہوں اب زور لگا لو۔ میں تمہارے جلسہ کا آج کا سارا خرچ بھی برداشت کرنے کا ذمہ لیتا ہوں۔ مگر

آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند
ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

الحمد للہ کہ خدا تعالیٰ نے اس متکبر کو اس طرح سے ذلیل و خوار کر دیا۔ اور خدا کا وعدہ انی مهين من اراد اهانتک والی مهين من اراد اهانتک کھلے طور پر پورا ہوا۔ میں نے پہلے تو صبر سے کام لیا لیکن جب یہ دیکھا کہ اب خدا و مسیح موعود کی شان پر حملہ بغیر یہ مسترد و دشمن حق باز آ ہی نہیں سکتا۔ تب میں نے منہ توڑ جواب دیئے اور یہ سچ ہے کہ دہلی کے مسلمانوں نے نہایت امن سے مناظرہ

خبریں

ہندوستان

— عید کے دوسرے روز اجودھیا (متصل فیض آباد - یوپی) میں قربانی گاؤ پر ہندوؤں نے جو فساد برپا کیا تھا اس میں انہوں نے بے قصور اور پرامن مسلمانوں پر نہایت وحشیانہ اور ہولناک مظالم کئے چار مسلمان جن میں ایک عورت بھی شامل ہے شہید ہو گئے۔ چار مسجدیں مسمار اور اٹھارہ مکان نذر آتش کئے گئے۔ بہت سے مسلمان مجروح ہوئے۔ لوٹ مار بھی آزادی سے کی گئی اس سے بھی کافی نقصان ہوا۔

— افواہ ہے کہ آئندہ سال وائسرائے ہند ایک عظیم الشان شاہی دربار منعقد کرینگے۔ جس میں ملک کے چھ سو والیان ریاست اور پچاس ہزار گورہ اور ہندوستانی فوج حاضر ہوگی۔ اسی دربار میں ہندوستان کے جدید دستور اساسی کا اعلان کیا جائے گا۔ اس موقعہ پر سیاسی اور دیگر مجرموں کی معافی کا بھی اعلان کیا جائیگا۔

— نئی دہلی ۴؍اپریل - وائسرائے کے زلزلہ فنڈ کی میزان ۱۹۳۵۸۵۳۸ روپے تک پہنچ چکی ہے۔

— ڈاکٹر انصاری عنقریب ہز ہائینس نواب صاحب بھوپال کی معیت میں یورپ جانے والے ہیں۔

— گزشتہ ہفتہ ہز ہائینس نواب بھوپال کی بڑی شاہزادی بیگم کو رانی کے ہاں جو نواب صاحب بھوپال کی ولیعہد بھی ہیں لڑکا پیدا ہوا۔ ریاست میں خوشیاں منائی جا رہی ہیں۔

— ریاست جنید میں مسلمانوں پر ہندو جاٹوں اور سکھوں کی طرف سے شدید مظالم ہو رہے ہیں۔ گزشتہ دنوں ایک مسجد میں خنزیر کا گوشت پھینکا گیا۔

— پشاور ۴؍اپریل - آج ہندوستان کا سرکاری وفد ہندوستان و افغانستان کے تجارتی تعلقات پر غور کرنے کی غرض سے عازم کابل ہو گیا۔

— پٹنہ کے قریب ایک گاؤں بلہاری میں ہندو مسلم فساد ہو گیا مسلمان ایک شادی کی تقریب پر بھینس ذبح کرنا چاہتے تھے ہندوؤں نے اسی تصور پر غریب نہتے مسلمانوں پر حملہ کر کے تین کو شہید اور کئی ایک کو مجروح کر دیا۔

— حیدرآباد دکن ۱۳؍اپریل - اعلیٰحضرت حضور نظام کے ولیعہد شہزادہ اعظم جاہ اپنی بیگم صاحبہ کے ہمراہ امروز و فردا میں عازم کشمیر ہونگے اور موسم گرما وہیں بسر کرینگے۔

— پنجاب اور صوبہ سرحد میں جرائم کی تعداد کم ہو رہی ہے

— مسلمانان دہلی نے ایک عظیم الشان اجتماع میں ۲۰؍اکتوبر کو آل انڈیا اردو کانفرنس منعقد کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

— ناگپور اور ہندوستان کے بعض دوسرے شہروں میں دماغی بخار کی وبا شروع ہو گئی ہے۔

— صوبہ بہار کے زلزلہ زدہ علاقہ میں پانی کی سخت قلت محسوس ہو رہی ہے۔ حکومت اور پبلک کنوؤں اور تالابوں کی تعمیر پر خاص توجہ دے رہی ہے۔

— گزشتہ ہفتہ مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کا سالانہ اجلاس میرٹھ میں بصدارت سر شیخ عبدالقادر باعانہ نہایت کامیابی سے منعقد ہوا۔

— گاندھی جی اپنے دورے میں مصروف ہیں۔

— سکھ وہائٹ پیپر کی شدید مخالفت کر رہے ہیں۔

— گزشتہ ہفتہ مسلم لیگ کی کونسل کا اجلاس دہلی میں منعقد [illegible]

ممالک خارجہ

— واشنگٹن ۳؍اپریل - امریکن سفیر متعینہ انگورہ نے اعلان کیا ہے کہ حکومت ٹرکی نے انسل کو گرفتار کر کے حکومت امریکہ کے حوالے کرنے کا فیصلہ کر دیا ہے۔

— وائنا ۴؍اپریل - پرسوں رات چار سوشلسٹ اور دو نازی قیدی جیل سے فرار ہو گئے۔ جس کی وجہ سے ملک میں بہت سنسنی پھیل گئی۔

— جاپان میں اسلام روز بروز مقبول ہو رہا ہے۔

— لندن ۳؍اپریل - برطانیہ کا مالی سال شنبہ کی رات ختم ہو گیا۔ خرچ نکال کر ۳۱,۱۴۷,۸۶۰ پونڈ کی رقم بچ رہی ہے یہ نفع بخش، اعداد و شمار ریاستہائے متحدہ امریکہ کو ۲۹۳۳۴۳۴۰ پونڈ قرضہ جنگ ادا کرنے کے بعد حاصل ہوئے ہیں۔ امید کی جاتی ہے کہ تنخواہوں کی تخفیف کو بحال کر دیا جائیگا۔

— رومانیا کی حکومت نے ایک نیا قانون جاری کیا ہے جس کی رو سے کوئی ایسی عورت جس کی عمر ۴۰ سال سے کم ہو کسی ہوٹل یا کسی کلب میں ملازم نہیں رکھی جا سکتی۔ قانون کا مقصد بداخلاقی کو روکنا ہے۔

— لارڈ نادر سابق گورنر جنرل آسٹریلیا کا انتقال ہو گیا۔

— حکومت امریکہ نے فیصلہ کیا ہے کہ امریکہ کا قرضہ جو اس کو غیر ملکی حکومتوں کی طرف سے واجب الوصول ہے اس کو منسوخ یا کم کرنے کا حکام کو اختیار نہ ہوگا۔

— رومانیہ میں گزشتہ ہفتہ خوفناک زلزلہ آیا جس نے سارے علاقہ کو ہلا دیا۔ کئی مکانات گر گئے۔ گو زیادہ نقصان ناچ گھر کا ہوا جس میں بہت سی عورتیں ناچ رہی تھیں۔ بیسیوں عورتیں سخت زخمی ہوئیں۔ زلزلہ کے ساتھ زبردست طوفان باد آیا۔ جس کی وجہ سے ٹیلیفون کا سلسلہ خراب ہو گیا۔

— عام طور پر روس اور جاپان میں زبردست جنگ کا اندیشہ ظاہر کیا جا رہا ہے۔ دونوں ملک زبردست جنگی تیاریاں کر رہے ہیں

— حساب لگایا گیا ہے کہ لندن میں ہر تین منٹ میں ایک شادی ہوتی ہے۔ اور ہر سال آتشیں اسلحہ سے ۱۶۰ اشخاص ہلاک کئے جاتے ہیں۔

— جرمنی میں ۱۹۳۳ء کی تعطیلات کا جو سرکاری کلنڈر شائع ہوا ہے اس میں یہودیوں کی تعطیلات بند کر دی گئی ہیں۔

— حال ہی میں نہایت احتیاط سے اندازہ لگایا گیا ہے کہ جنگ عظیم میں ایک کروڑ ۳ لاکھ فوجی اور ۲ کروڑ ۵۸ لاکھ شہری اشخاص ہلاک ہوئے ہیں۔

— حکومت چین نے غیر ملکی چاولوں پر محصول لگا دیا ہے۔

— لندن ۲؍اپریل - اخبار ٹائمز کا نامہ نگار متعینہ نیویارک اطلاع دیتا ہے کہ مالکان کوئلہ کی اکثریت اس فیصلہ پر پہنچی ہے کہ یکم مئی سے مزدوروں کا ہفتہ ۵ یوم کا اور دن سات گھنٹہ کا ہو اور اجرتیں بھی بڑھا دی گئی ہیں۔

— ہندوستان اور آئرلینڈ کے درمیان تجارتی ترجیحی تعلقات کے لئے گفت و شنید جو اٹاوہ کانفرنس میں صرف ابتدائی حالت میں شروع ہوئی تھی اس ہفتہ لندن میں دوبارہ شروع ہو جائیگی۔

— منچوریا میں بدستور جنگ کا خطرہ موجود ہے جاپان کثیر تعداد میں افواج اور سامان حرب وہاں بھیج رہا ہے۔

عالم اسلام

— طہران ۳؍اپریل - جعفر علی خاں اسد سابق وزیر جنگ ایران کا جیل کے ہسپتال میں حرکت قلب بند ہو جانے سے انتقال ہو گیا۔ آپ بعض الزامات کی بنا پر جو پردہ راز میں ہیں ایک عرصہ سے محبوس زندان تھے۔

— ایک غیر مصدقہ اطلاع مظہر ہے کہ یمن کی جنگ ختم ہو گئی ہے۔ یمنی افواج پیچھے ہٹ گئی ہیں۔ امام یمن تہامہ پر قبضہ کرنے کے ارادہ سے دستبردار ہو گئے ہیں۔ تفصیلات کا انتظار ہے۔

— بیت المقدس کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ موسیٰ کاظم پاشا وفات پا گئے۔ انتقال کے وقت آپ کی عمر ۸۱ سال کی تھی آپ عربی مجلس عاملہ کے صدر تھے۔ اس سے قبل آپ بیت المقدس میں صدر بلدیہ کے عہدہ پر بھی فائز رہ چکے تھے۔

— حکومت نجد و حجاز کی اطلاع مظہر ہے کہ ۵ ۲؍مارچ کو بروز یکشنبہ فریضہ حج بخیر و خوبی ادا ہو گیا ہے۔ اقطاع عالم کے ۲۶ ہزار سے اوپر مسلمانوں نے شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ کا فضل رہا اور کوئی وبائی مرض نہیں پھیلا۔

— بصرہ کی ایک اطلاع سے معلوم ہوا کہ عراق کے تاجران خرما اپنی کھجوروں کی برآمد کے لئے جدید منڈیاں تلاش کر رہے ہیں۔ اور اس مقصد کے لئے انہوں نے اپنا ایک وفد ہندوستان سراندیپ۔ سنگاپور۔ چین۔ جاپان اور اٹلی کے دورے پر روانہ کیا ہے۔ یہ وفد ان ممالک کے تاجروں سے عراقی خرما کی کھپت کے سلسلہ میں گفتگو کرے گا۔

— ٹرکی میں ایک شاندار پنسل کا کارخانہ عنقریب کھلنے والا ہے اور اس کارخانہ میں ملکی ضروریات سے زیادہ مال تیار ہوا تو باہر بھی بھیجا جائے گا۔ معلوم ہوا ہے کہ جب یہ کارخانہ ملکی ضروریات کو پورا کرنے لگے گا تو غیر ملکی پنسلوں کی درآمد ممنوع قرار دیدی جائے گی۔

— عربی اخبارات رقمطراز ہیں کہ ماورائے یردن میں امسال غلہ کی پیداوار بہت کم ہوئی ہے۔ جس کی وجہ سے شدید قحط پڑ گیا ہے۔ لوگ بھوک اور سردی سے مر رہے ہیں۔ امیر عبداللہ مصیبت زدگان کی امداد کر رہے ہیں۔ اور ایک امدادی کمیٹی مرتب کی جا چکی ہے۔

— تازہ عربی ڈاک سے معلوم ہوا ہے کہ گزشتہ دنوں شاہ غازی تاجدار عراق کی تقریب شادی پر حکومت ٹرکی کے سفیر نے غازی مصطفےٰ کمال پاشا کی طرف سے نہایت [illegible] خوبصورت تحائف پیش کئے۔

— ٹرکی میں ایک خاص محکمہ قائم کیا گیا ہے جو قربانی کے خون کو ایک جگہ جمع کر کے اس کا رنگ تیار کرے گا نیز کھالوں کی فراہمی اور ان کے صحیح استعمال کا بھی اہتمام کرے گا۔ اس محکمہ کا دعویٰ ہے کہ آئندہ سال جانوروں کے خون سے جو رنگ تیار ہوگا وہ غیر ممالک کے ساختہ رنگوں سے ترکی کو بے نیاز کر دیگا۔ ایک تجویز یہ بھی ہے کہ خون سے تیار شدہ رنگوں کو عربی ممالک میں بھی درآمد کیا جائے۔

— عراق سے: ما قدر سونا باہر گیا ہے کہ اب عراق میں صرف ۲۰ لاکھ پونڈ کا سونا باقی رہ گیا ہے۔